قال عزّ اسمہ

ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتای ذی القربیٰ
وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی
یعظکم لعلکم تذکرون

بعون مالک الملک قادر قیوم

کتاب لاجواب نافع ہر شیخ و شاب الموسوم بہ

حاکم و محکوم

۱۹۱۰ء

مؤلفہ مولوی سید عظمت حسین خطیب و اسپشل مجسٹریٹ ایلچپور
و قاضی شش محال صوبہ برار ممالک متوسطہ

بتاریخ ۱۲ ماہ ربیع الاول ۱۳۲۸ھ ہجری

باہتمام خاکسار محمد عبد الولی

در مطبع آسی واقع لکھنؤ بحلیۂ طبع آراستہ شد

تنقیح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ملک الملوک فی یدہ قلوبهم یقلبهم کیف یشاء ولا الملوک الا له المملوک اسبات
ہرطرح کی تعریف خداہی کیواسطے ہے وہ بادشاہ ہے بادشاہون کا اسکے ہاتھ مین انکے دل ہین جسطرح چاہتا ہے انکو پھیرتا ہے اور کوئی بادشاہ ایسا نہین ہے جو اسکا غلام نہو

بری ذاتش از تہمت ضد و جنس | غنی ملکش از طاعت جن و انس | پرستار امرش ہمہ چیز و کس
بنی آدم و مرغ و مور و مگس | مرا درا رسد کبریا و منی | کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی

والصلوة والسلام علی رسوله وحبیبه المختار سید الکل خیر البریة محمد ن الذی اسس قواعد المعاش والمعاد وهدانا الی
درود اور سلام اسکے رسول اور اسکے حبیب پر جو مختار ہے سردار ہے کل کا مخلوق مین سب سے بہتر ہے جنکا نام محمد ہے جنھون نے معاش و معاد کی بنا ڈالی

الی [illegible] | کریم السجایا جمیل الشیم | نبی البرایا شفیع الامم
اور اسلام کی ہمکو ہدایت کی
امام رسل پیشوای سبیل | امین خدا مہبط جبرئیل | شفیع الوری خواجہ بعث و نشر
امام الہدی صدر دیوان حشر | چو عزمش برآہیخت شمشیر بیم | بمعجز میان قمر زد دو نیم
چو صیتش در افواہ دنیا فتاد | تزلزل در ایوان کسری فتاد | وعلی اله واصحابه الذین حفظوا
اور انکی آل و اصحاب پر جنھون نے

الاسلام وحاربوا المامونین کالمومنین والمسلمین ولم یمیز عدلهم بین الغنی والصعلوک
اسلام کی محافظت کی اور پناہ گزینون کی مومنین اور مسلمین کی طرح حفاظت کی اور فقیر اور غنی مین برابر عدل کیا

اما بعد ان چند سطور کو جو **حاکم و محکوم** سے موسوم ہین ایسے زمانے مین ملک کی نظر مین گزرانے کی ضرورت معلوم ہوتی ہے جسمین ایک گروہ سے مطالبۂ حقوق کی صورت مین نقض امن کے آثار پائے جاتے ہین خدا کا شکر ہے ثلہ اسلام اُس سے الگ ہے اس جا عقلا و نقلا ثابت کر دکھایا گیا ہے کہ مسلمانون کو اپنے حاکم وقت کا سچے فرمان بردار رہنا لازم ہے جس پر مسلمان ہند کاربند ہین الحمد للہ علی ذلک اسکے متعلق
خدا کا شکر ان پر

بزرگان قوم نے روشن مثل آفتاب نظر مضامین سے ملک کی مدد کی انکے سامنے یہ تحریر کرکے شب تاب سے

زیادہ وقعت نہین رکھتی تاہم بنجواے شعر	ہمین بس گرچہ من کاسد قماشم	کہ در سلک خریدارانش باشم

چند وجوہات یہان تبلائے گئے ہین مین یقین کرتا ہون کہ ان کے فہم مطالب کے بعد پیروان اسلام وغیرہم
سے کوئی ہوشمند اطاعت شاہی سے خارج ہونے کی جرأت نکریگا بلکہ اِن کے نیک اثر سے ملک مستفید
ہوگا۔ انشاء اللہ المستعان وعلیہ التکلان ۔

سید عظمت حسین

(اگرچہ اللہ نے جو معین اور مددگار ہے اور اسپر بھروسا ہے)

تمہید ۔ آفتاب نصف النہار سے زائد یہ امر ابین و اظہر ہے کہ دنیا عالم اضداد ہے عناصر متضاد و مختلف الطبائع
سے ملکر بدن انسانی کا قوام اور بنیاد ہے ہر ایک شی اپنی اپنی خدمت و فرض کو بلاکم و کاست ادا کررہی ہے
لایعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یؤمرون اور ان کا مرکز اعتدال پر جمع ہونا تبلا رہا ہے کہ ضرور
(وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہین کرتے اور جو کچھ وہ کہتا ہے کرتے ہین)
کسی ایک قوی و قادر کی قوت قاہرہ نے ایسے سرکش اور اختلاف پسندون کو صرف پیدا ہی نہین کیا بلکہ
انکو باہم ربط و اختلاط رکھنے پر مجبور کردیا وہ قوت کسی اور کی نہین خاص خداے برتر خالق اکبر کی ہے ھو
القاہر فوق عبادہ واللہ غالب علی امرہ اس عالم کی اور تقسیمون سے قطع نظر کرکے ایک ایسی تقسیم بیان
(اللہ غالب ہے اپنے بندون اور اپنے حکم پر)
کی جاتی ہے جس سے دو حصے صغیر و کبیر دکھائی دین گے۔ عالم کبیر ہی آسمان و زمین مہر و ماہ ثوابت و سیارے
شجر و حجر بحر و بر نامی و جامد ہے آباے علوی و امہات سفلی سے نتائج پیدا ہوتے ہین۔ یہ کل بہیئت مجموعی
ایک انسانی وجود کی مثال ہے۔ جو اخلاط و اعضاء وغیرہ سے بنا ہوا ہے جنکے افعال اور طبیعت ایک
دوسرے سے مختلف و متضاد ہین اور وہ صرف ایک ہی حاکم مدبر کے انتظام سے قائم ہے جسکو ہم روح
یا دل یا طبیعت وغیرہ سے تعبیر کرتے ہین اگر مملکت وجود مین ایک حاکم نہو یا اخلاط و اعضاے ظاہری
و باطنی و مختلفہ قوتین وغیرہا حکم کے موافق کام نکرین تو اسکی ہستی نابود ہوجاے ؎

چار طبع مخالف و سرکش	چند روزے بوند باہم خوش	گر یکے زین چہار شد غالب
جان شیرین برآید از قالب	اسی انسان مشت خاک کو عالم صغیر سے نامزد کیا گیا ہے اسمین آباے	

علوی و امہات سفلی و انتظام و ترتیب سب کچھ جمادات نباتات و حیوانات موجود ہین حتی کہ بلا تشبیہ
ذات جل شانہ لیس کمثلہ شیء کی بھی نظیر اسمین پائی جاتی ہے جیسا اسکے ادراک و ماہیت و معرفت
(اسکے مثل کوئی شی نہین ہے)

سب عاجز ہین اسی طرح روح کے متعلق ہمکو حیرانی ہی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما
اے محمدؐ تمسے لوگ روح کے بابت سوال کرتے ہین کہدو کہ روح اللہ کے حکم سے ہی
اوتیتم من العلم الا قلیلا   حدیث شریف مین ہی ان اللہ خلق الانسان علی صورتہ ہ
اور تم کو بہت کم علم دیا گیا ہی

آدمی بحیثیت برزخ جامع | صورت خلق وحق در وی واقع | متصل با دقائق جبروت
مشتمل بر حقائق ملکوت | سلطان روح علی الاخلاف تحت امر کن اور مخلوق غیر فانی ہی لیکن اسکا

وجود جسم مین شوہر یا زوجہ یا فرزند نہین تعالی شانہ کے لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہونے کے
نہ اسکے کوئی بیٹا ہی اور نہ وہ کسیکا بیٹا ہی اور نہ اسکا کوئی مثل ہی
ثبوت مین یہ اعلی درجہ کی نظیر ہی۔ دوسرا عالم صغیر کہ انسان ہی اسکے متعلق آگے اور کچھ زیادہ بیان کیا جایگا
اس تمہید نے جو باتین ثابت کین عقلمندون پر مخفی نہین لیکن یہان پر انکی کسی قدر توضیح کرنا مناسب ہی۔ لہذا
صانع عالم خدا ے برتر کی ہستی و وجود کے دلائل تحریر کیے جاتے ہین۔

ظاہر ہی کہ اتنا بڑا عالم کہ جسکے عجائبات اور انتہا ابھی تک کسی کو بھی باوجود تحقیقات وتجسس
کچھ بھی واقفیت کا مایہ حاصل ہوا اور نہ امید ہی ابیات

بسے در شستم درین دیر گم
کہ دہشت گرفت آستینم کہ قسم
درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

بغیر کسی خالق اور بانی کے ہو ممکن نہین مصنوع صانع کو بتاتا ہی بنا ہوا بغیر بنانے والے کے نہین ہوسکتا ع
دیکھکر مصنوع کو صانع پر ایمان لاوے

بہر ذرہ بدو روی راہی ست
براثبات وجود او گواہی ست
بود نقش دل ہر ہوشمندے
کہ باشد نقشہا را نقشبندے
بلوحی گر ہزاران نقش پیداست
نباید بے قلم زان یک الف است
دربن ریرانہ نتوان یافت خشتے
برون از قالب نیکو سرشتے
نخست از کلک آنگستان نوشت ست
کہ آنرا دست دانای سرشت ست
زلوح خشت چون این حرف خوانی
زحال خشت زن غافل نمانی
بعالم این ہمہ مصنوع ظاہر
بصانع چون نئی مشغول خاطر

ایک بدو یہی کہتا ہی البعرۃ تدل علی البعیر واثار القدم علی المسیر فسماء ذات ابراج وارض ذات فجاج
وبحار ذات امواج اما تدل علی الصانع الخبیر العلیم القدیر۔

موجود دو حال سے خالی نہین یا تو واجب ہوگا کہ جسکا عدم جائز نہین یا ممکن ہوگا جسکا عدم
جائز ہوگا اور ممکن ضرورۃ واجب کا محتاج ہی پس عالم کہ ممکن ہے واجب الوجود کا محتاج ہی

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ہستی صانع پر دلیل پوچھی گئی فرمایا میری ہستی اُسکی ہستی کی دلیل ہو اسلیے کہ اگر میری ہستی مجھسے ہو تو دو حال سے خالی نہین یعنے یہ کہ مین نے اپنے کو اُسوقت ہست کیا جبکہ نیست تھا یا اُسوقت ہست کیا کہ ہست تھا پس ہست کو ہست کرنا محال ہو جیسا کہ نیست سے ہست کرنا جب دونون باطل ہوے تو معلوم ہوا کہ مین کسی ایسے ایک کا ہست کیا ہوا ہون جسکی نیستی محال ہو ؎

بامرش وجود از عدم نقش بست	که داند جز او کردن از نیست ہست

توربشی رحمۃ اللہ علیہ نے عجب پیرایہ مین حضرت جل شانہ کو اسکے لیے دلیل گردانا ہو جیسا کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنی ہستی سے ثابت فرمایا ہو قال للنوری رضی اللہ عنہ ما الدلیل علی اللہ قال اللہ قال فما بال العقل قال العقل عاجزٌ والعاجز لا یدل الا علی مثلہ

(نوری رضہ نے فرمایا اللہ پر کیا دلیل ہو کہا اللہ کہا کہ عقل کا کیا حال ہو کہا عقل عاجز ہو اور عاجز سوا عاجز کے کسی چیز پر دلالت نہین کر سکتا)

مولانا جلال الدین رومی فرماتے ہین ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدازوی رو متاب

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کرنے لیے جماعت دہریہ آئی اور چاہتی تھی کہ آپ کو قتل کرے امام نے فرمایا کہ مجھسے ایک بات سُن لو اور پھر جو چاہو کرو کہا کہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ مین نے ایک ایسی کشتی کو دیکھا جو پُر بار تھی سامان لدا ہوا تھا اور وہ اس بار گران کو بغیر کسی ملاح اور محافظ کے طریقہ جاریہ کے موافق منزل مقصود کی طرف راستہ سے پانی کاٹتی ہوئی لیجا رہی تھی اور بجز راہ صواب کے کسی جانب میل نہ کرتی تھی دہریہ جماعت یہ سنکر کہ اُٹھی کہ کیسے اور کتنی جھوٹی بات ہو اسکو عقل بالکل قبول نہین کرتی ملاح کے بغیر کشتی کا راہ راست و نسق صواب پر چلنا محال ہو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ارشاد ہوا سبحان اللہ نظارۂ حیلہ افلاک و کواکب نظام علوی و سفلی ایک چھوٹی سی کشتی کے سیر سے بھی زیادہ عجیب ہو جبکہ ایک سفینہ کی حرکت کسی حافظ اور مدبر کے سوا عقل تجویز نہین کرتی تو ترتیب عناصر و نظام عالم کسوجہ سے بغیر مدبر و محافظ کے ممکن ہو اس دلیل سے دہریہ جماعت کے عقیدے درست ہو گئے۔

فصل رہی یہ بات کہ اُس شہنشاہ صانع و خالق عالم خدا ے برتر کا ایک ہی ہے یا متعدد اسکے جواب مین ہر ایک اسے وحدہ لاشریک لہ کہے بغیر بیگانہ ؎

جہان متفق بر الٰہیتش فرو ماندہ در کنہ ماہیتش

خصوصًا یہ امر عقلمندون پر عقلًا و نقلًا ظاہر ہو ؎

طبائع گرچہ باشد ظلمت و نور	ہمہ اللہ ربی گفتہ از دور	اور اس توحید نے یہانتک رنگ
جمایا کہ وحدت الوجود تک نوبت پہونچی غرض کسیکو مجال دم زدن نہین ع		غیر تش غیر در جہان نگذاشت
معنی لا الٰہ الا اللہ	لم یکن غیرہ ولیس سواہ	قال اللہ تعالی اجعل الالھۃ الٰھا
واحدا ان ھذا الشیٔ عجاب	رباعی	ہمسایہ و ہمنشین ہمرہ ہمہ اوست
در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست	در انجمن خلق و نہان خانہ جمع	باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

دلیل خدا کے ایک ہونے کی یہ ہی کہ اگر دو ہوتے تو ضرور ایک زید کی حیات کا خواہان ہوتا اور دوسرا ممات کا اور دونون کی مراد پوری ہونے مین لازم آتا کہ ایک ہی وقت مین زید مردہ اور زندہ رہے کیونکہ دونون کے حکم بوجہ مساوات قوت و قدرت برابر ہین اور ایک دوسرے کا مغلوب نہین اور اجتماع ضدین متساوین محال ہی الضدان لایجتمعان (ضدین مجتمع نہین ہوتے) اگر دونون ارادون کے موافق نہوا تو دونون عاجز ہون گے اور عاجز خدائی کے لائق نہین اگر ان دونون مین سے ایک کا امر غالب ہوگا تو دوسرا مغلوب کہ اسکی مراد بر نہ آئی اور یہ عجز نقص ہی جو الوہیت کے منافی ہی رہا یہ کہ وہ اتفاق سے اگر حکم کرتے ہون تو بھی نقص سے بری نہین کہ حالت مخالفت مین ظاہر ہوتا جسکے سبب سے اتفاق کرنا پڑا اور اللہ جل شانہ تو ہر قسم کے نقص، کمزوری، عجز، و جملہ عیوب سے مبرا منزہ اور پاک ہی اور خدائی کے لائق وہی ایک واجب الوجود ہی جو سب پر غالب قوی جامع صفات الٰہیہ منعوت بہ نعت ربوبیت ہو لہذا لامحالہ ایسے کا ایک ہی ہونا ضرور ہی اسی واسطے اللہ جل شانہ فرماتا ہی لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا (اگر زمین و آسمان مین سوائے اللہ اور کوئی معبود ہوتا تو ضرور فساد ہوتا)

اسکی مثال ایسے دعوے کی ہی کہ صرف ایک موتی ہوا در چند شخص اسکے مدعی ہون ہر ایک کہے کہ یہ موتی میرا ہی تو عدالت ان سب مدعیون کو اسکا پورا پورا مالک نہین بنا سکتی یا یہ کہ بکر کے پاس فقط ایک روپیہ ہی عمرو خالد کو وہی ایک روپیہ پورا پورا اگر دینا چاہتا ہی تو بکر یہ روپیہ سالم عمرو کو بھی اور خالد کو بھی نہین دے سکتا لہذا شان الوہیت ایک سے زیادہ خدا ہونے کو نہ قبول کرتی ہی اور نہ عقل سلیم۔

والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل
تمھارا معبود ایک ہی کوئی معبود نہین لیکن وہی رحمن و رحیم ہی زمین و آسمان کے پیدا کرنے مین اور دن رات کے اختلاف اور کشتیون کے دریا مین چلنے مین
والنھار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل اللہ من السماء من ماء فاحیا بہ الارض بعد موتھا
جس سے لوگ فائدہ حاصل کرتے ہین اور پانی مین جسکو اللہ نے آسمان سے برسایا اور زمین کو اس سے زندہ کیا جو خشک ہو گئی ہین

وبث فیہا من کل دابہ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لایات لقوم یعقلون

اور اسی زمین مین چوپایون کے پھیلانے مین اور ہواؤن کے بلانے سے اور بادلون مین جو زمین و آسمان مین دورہ کرتے رہتے ہین عقلمندون کے لیے نشانیان ہین

جب ثابت ہوگیا کہ خداے برتر ایک ہی جسکے حکم سے عالم علوی وسفلی قائم ہین اور ہر ایک اپنا اپنا کام برابر کر رہا ہی تو اطاعت وعبادت کے لیے لامحالہ اُسیکی ذات ہی اور سب اُس کے مخلوق اور محکوم ہین

الا لہ الخلق والامر ؎ | چو از خورشید و مہ دارد نہان روی | فتد در عرصہ نابود شان گوی

خبردار اسیکے لیے پیدا کرنا اور حکومت ہی

بنا برین اجرام علوی وسفلی وعناصر وغیرہا سواے خدا کے عبادت کے لائق نہین اسکے متعلق حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ کلام مجید مین اسطرح مرقوم ہی فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا قال ہذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین فلما رای القمر بازغا قال ہذا ربی فلما افل قال لئن لم یہدنی ربی لاکونن من القوم الضالین فلما رای الشمس بازغۃ قال ہذا ربی ہذا اکبر فلما افلت قال یاقوم انی بری مما تشرکون انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین عبارت تماثیل بھی خلاف عقل ونقل ہی فجعلہم جذاذا الا کبیرا لہم لعلہم الیہ یرجعون قالوا من فعل ہذا بالہتنا انہ لمن الظالمین قالوا سمعنا فتی یذکرہم یقال لہ ابراہیم قالوا فاتوا بہ علی اعین الناس لعلہم یشہدون قالوا ءانت فعلت ہذا بالہتنا یا ابراہیم قال بل فعلہ کبیرہم ہذا فسئلوہم ان کانوا ینطقون فرجعوا الی انفسہم فقالوا انکم انتم الظالمون ثم نکسوا علی رؤسہم لقد علمت ما ہؤلاء ینطقون قال افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون ؎

خلیل آسا در ملک یقین زن
رخ وجہت وجہی ریکی کن
ہر چند بود نگار من جہر آئین

نواے لا احب الآفلین زن
یکی بین یکی دان ویکے گوی
در عادت وی دربود شیوہ کین
لا یغفران یشرک بہ ابنست دین

گم ہر دو ہم وترک ہر شکے کن
یکی خواہ ویکی خوان ویکی جوی باعی
در عشق شریک خود نخواہد کس را

اب عالم صغیر انسان کا کچھ ذکر کرنے کے بعد اُسکی معاشرت وتمدن کا مختصر حال رقم کیا جائیگا بزرگان دین یہ فرماتے ہین کہ عالم کبیر عبارت از ذات انسان وعالم صغیر کنایت از آسمان وزمین

وباین آن بغیر وجود آدم عالم بے روح بود۔ عبداللہ انصاری رح کا فرمودہ ہی حق تعالی خواست کہ صنع خود آشکارا کند عالم را بیافرید خواست کہ خود را آشکارا کند آدم را بیافرید ۔

جب ہم نہ تھے پیدا تو خدا بھی نہ تھا پیدا		جب ہم ہوئے پیدا تو خدا کو کیا پیدا

توریت مین ہی یا ابن آدم خلقتک لاجلی وخلقت الخلق لاجلک
ای ابن آدم مین نے تجکو اپنے لیے پیدا کیا ہی اور مخلوق کو تیرے لیے پیدا کیا ہی

فصل اللہ جل شانہ نے نور عقل سے جو ذریر روح ہی انسان کو مشرف فرما کر اجرام علوی وسفلی عناصر وموالید ثلاثہ پر غالب کیا ہی بحیثیت دوا وغذا ہر قسم سے اپنے معاش ومعاد مین ان سب سے خدمت لیتا ہی اور تصرف کر کے فائدہ اٹھاتا ہی قولہ تعالی شانہ اللہ الذی خلق السموت والارض وانزل من السماء
اللہ وہ ہی جسنے آسمان وزمین کو پیدا کیا آسمان سے پانی برسایا
ماء فاخرج بہ من کل الثمرات رزقا لکم وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الشمس والقمر
اور اس سے تمہارے کھانے کے لیے پھل وغیرہ پیدا کیے اور کشتیون کو تمہارا مطیع کردیا تاکہ دریا و زمین اسکے (اللہ) حکم سے چلین اور سورج اور چاند
دائبین وسخر لکم اللیل والنہار واتکم من کل ما سالتموہ وان تعدوا نعمۃ اللہ لاتحصوہا ان الانسان لظلوم
تمہارا مسخر کردیا جو برابر رات دن گردش کرتے رہتے ہین کو رات دن کو تمہارا بردار کردیا جو کچھ تمنے مانگا تمکو دیا اگر تم اللہ کی نعمتون کو شمار کرنا چاہو نہین کر سکتے ہو
کفار وسخر لکم البحر لتجری الفلک فیہ بامرہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون وسخر لکم
بیشک انسان ظالم اور ناشکر گذار ہی اور دریا کو تمہارا تابعدار کردیا تاکہ کشتیان اسمین اسکے (اللہ) حکم سے چلین اور تاکہ تم اسکے فضل کے طلبگار رہو اور
ما فی السموات وما فی الارض جمیعا منہ یہ بات ظاہر ہی لیکن یہ استفادہ بپابندی شریعت حقہ
شکر کرو اور جو کچھ آسمان وزمین میں ہی تمکو تمہارا مطیع کردیا
چاہیے جس کا بیان آگے آتا ہی یہی وجہ ہی کہ انسان اشرف المخلوقات ہی لقد کرمنا بنی آدم بلکہ درجہ خلافت سے سرفراز ہی انی جاعل فی الارض خلیفۃ یا داود انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس
بیشک مین زمین مین ایک خلیفہ کرنیوالا ہون اے داود ہمنے تمکو زمین مین اپنا خلیفہ کیا تم لوگون پر عدل کے ساتھ حکم کرو
بالحق پس انسان کا ہاتھ کل عالم پر ہونا بھی چاہیے

غرضکہ جو عالم مین موجود ہی وہ سب انسان مین جمع ہی اگر عالم علوی وسفلی آسمان وزمین ہی انسان بھی سر اور پائون رکھتا ہی وہ سخت نرم پہاڑ پتھر زمین پانی ہی تو اسمین بھی ہڈیان ناخن گوشت پوست ہی اسمین نور ظلمت رات دن ہین تو اسمین بھی علم وجہل ہی اگر وہ چار عنصر سے مرکب ہی تو یہ بھی چار اصل گوشت، پوست، استخوان، عصب سے مرکب ہی اگر وہ چار طبع حرارت، برودت، رطوبت، یبوست سے بنا ہی تو یہ بھی صفرا، سودا، خون وبلغم سے مصنوع ہی اگر اسمین چار قسم کے پانی کھارا، میٹھا، کڑوا، پھیکا کے چشمے روان ہین تو اسمین بھی آنکھ کا پانی کھارا منھ کا شیرین کان کا کڑوا ناک کا پھیکا ہی اگر اس مین ندیان اور نہرین روان ہین تو اسمین بھی خون رگون مین جاری ہی اگر اسمین چار فصل بہار تابستان خزان

دو برستان ہین تو اسمین بھی صبا، شباب، کہولت، پیری ہے اسمین صبا، شمال، جنوب و بور چار ہوائین ہین
تو اسمین چار قوتین جاذبہ، ماسکہ، ہاضمہ، دافعہ ہین، آدمی کو فلک و زمین سے باین طور مناسبت ہے
کہ اُسکی حرکت سیر کواکب ولادت طلوع کواکب موت غروب کواکب استقامت استقامت کواکب امراض
وعلل آفات وبال کواکب ارتفاع وانحطاط مرتبت صعود و ہبوط کواکب کے مثل ہے آسمان مین مہر و ماہ ہین
اسمین دو آنکھین یا دو نون نکھوڑیان ہین اُسکو گردش ہے اسکو بھی چلنا ہے اسمین بارش ہے تو یہ بھی آنسو کی
جھڑی لگاتا ہے نفس باد، سخن رعد، آواز صاعقہ، ابر گریہ زمین گوشت پوست پہاڑ استخوان معدن مغز
استخوان گھانس بال راستے حلق معدہ انتڑیان سامنا مشرق پیچھا مغرب داہنا، وجنوب بایان شمال صبح
خندہ شام عبوست، نور شادی ظلمت غم، حیات بیداری بیماری نعاس، موت خواب حاصل کلام اسی قسم
کی بلکہ اس سے زیادہ مطابقت بانواع مختلفہ کتب سلف مین مذکور ہے انسان **سہ**

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری
آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

کا مصداق ہے **ابیات**

ہرچہ در خوبی جہان داده اند
آدمی را صد بہ ازان داده اند
در تن ہر آدمی از فیض جان
باغ و بہارست جہان در جہان

انسان کیا ہے مجموعہ کا عطر ہے یا خدائی کا نمونہ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم
عنقریب دکھائینگے ہم انکو اپنی نشانیان آفاق

ابیات انفسہم
مراد خود اُنکے نفسو نمین

ای نسخہ نامہ الٰہی کہ توئی
وی آئینہ جمال شاہی کہ توئی
بیرون ز تو نیست ہرچہ در عالم ہست
از خود بطلب ہر آن کہ خواہی کہ توئی

اس ناپیداکنار دریا کو علمائے ربانی کے کتب و رسائل کے کوزون مثل مبدأ و معاد احیا و مرصاد وغیرہا سے نوش کرنا چاہیے۔

اس تفصیل کی غرض ناظرین پر ظاہر ہوگئی ہوگی کہ انتظام عالم کے واسطے ایک ہی فرمان روا کا
ہونا ضرور ہے اور اُسکی اطاعت محکومون پر لازم اسی طرح تدبیر مملکت و سلطنت ایک بادشاہ سے ہوگی اور
اسی پر عمل درآمد ہے اور اُسکی فرمان برداری لازم و متحتم ہے عالم کبیر کے موافق ہی ہر مملکت کا انتظام ہے اب آگے
چل کے یہ بھی بتایا جائیگا کہ سلطنت دنیا کے مطابق انسان کا وجود آباد ہے۔

فصل معلوم ہو کہ مختلف و متضاد اخلاق و قوتون ملکی، سبعی، بہائمی، سے انسان ترکیب
دیا گیا ہے جنکی شاخین کثیر ہین لیکن ان سب مین تمیز کرکے قانون الٰہی پر جو بذریعہ انبیا پہونچا ہے چلنا اور

ان قوتون سے وقت ضرورت اُنکے محل پر کام لینا عقل کا کام ہے عقل و شہوت کی بدولت انسان تر از ملک
یا بدتر از حیوان ہوجاتا ہے ؎ آدمی زادہ طرفہ معجونےست از فرشتہ سرشتہ و ز حیوان
گر کند میل این شود بہ ازین گر کند میل آن شود کم ازان عقل بھی تین قسم کی ہے عقل معاش
جو نفس ارباب دنیا کو تلاش معیشت مین سرگرم رکھتی ہے عقل معاد جو صلوٰۃ و صوم وغیرہ افعال و اعمال
خیر و بجا آوری احکام الٰہی کے توشہ سے نیکیون کے لیے منزل عقبیٰ کا راستہ کھول دیتی ہے عقل نور
یہ جوئیندگان گوہر نور کو دریاے نور مین غوطہ کھلاتی ہے اس عاقل کے لیے حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم کا العاقل حبیبی والاحمق عدوی ارشاد ہے ابن خلدون کہتا ہے ان الانسان قد شارکتہ
عقلمند میرا دوست ہے اور احمق میرا دشمن ہے — انسان اور حیوان حس حرکت غذا
جمیع الحیوانات فی حیوانیۃ من الحس والحرکۃ والغذاء والسکن وغیر ذلک وانما یتمیز عنھا بالفکر
مسکن وغیرہ مین مشترک ہین انسان صرف اپنی عقل کی وجہ سے جس سے وہ کسب معاش کرتا ہے اپنے
الذی یھتدی بہ لتحصیل معاشہ والتعاون علیہ بابناء جنسہ والاجتماع المھیئ لذلک التعاون
ابناے جنس کو اسمین مدد دیتا ہے انبیا علیہ السلام کی
وقبول ماجاءت بہ الانبیاء عن اللہ تعالیٰ والعمل بہ واتباع صلاح اخرا ہ حضور اقدس
ہدایت قبول کرتا ہے ممتاز ہے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین اول ماخلق اللہ العقل فقال لہ اقبل فاقبل ثم قال لہ
سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا کیا پھر اُس سے کہا سامنے ہو وہ سامنے ہوئی پھر کہا پیٹھ
ادبر فادبر فقال عزتی وجلالی بک اعطی وبک اثیب وبک اعاقب اصل یہ ہے کہ عقل کے
پھیر تو اسنے پیٹھ پھیری پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت اور بزرگی کی قسم ہے تیری ہی وجہ سے مین دیتا ہون اور تیری ہی سبب سے ثواب و عقاب دونو مین رکھو
تابع بہیمی و سبعی وغیرہ قوین کام کرنے کے واسطے دی گئی ہین انکی مثال سم اور زہر کی ہے کہ حکیم اُس سے موقع
اور ضرورت کے وقت فائدہ اُٹھاتا ہے اور مریض کو کھلاتا ہے جو مریض کو فوری نفع پہونچاتا ہے یا ایک خونخوار
مسلح سپاہیون کی جماعت کے موافق ہین غرضکہ وضع الشیٔ علی محلہ سے فائدہ کثیر حاصل ہوتا ہے
شیٔ کو اُسکی جگہ پر رکھنا
اور جتنا کام اچھا ان سے ہوگا دوسرون سے نہین ہوسکتا چنانچہ توسن خنگ شریر و سرکش جب
رام ہوتا ہے تو اُس سے بڑھکر دوسرا گھوڑا کام نہین کرسکتا یہی سبب ہے کہ نفس کا رام کرنا موجب
ترقی ہے دع نفسک وتعال
نفس کو چھوڑ دو اور آؤ

فصل جس طرح ہمکو اپنے کامون کے انجام دینے مین حیوانون اور دیگر آلات سے ضرورت
کا تعلق ہے اور اُن سے مدد لیے بغیر کام نہین چل سکتا ویسی ہی عقل کو ان قوتون کی ضرورت ہے وہ تین تک
قواے غضبیہ و شہوانی وغیرہا مفید ہین کہ مغلوب عقل ہون ورنہ وہی نتیجہ ہوگا جو سرکش شریر گھوڑے کے

سوار کا ہوگا جسکے ہاتھ مین لگام ہو اور نہ زین ورکاب ہو اور سوار سواری نہ جانتا ہو اور وہ اُسکے اختیار
سے باہر ہو لا العقل نابالغ اور مجنون کی تکلیف سے مستثنی رہنے کی وجہ مخفی نرہی **مصرع**
ہوش ست کہ سرمایہ صدر درست ؎ انچہ از دیوانہ آید در وجود ۔ عاقلان شرعفو فرمایند زود
غرضکہ انسان وہی ہے جو جامہ انسانیت پہنے رہے عقل سلیم سے کام لے طوفان بے تمیزی نہ اُٹھائے
اطاعت کی رسّی گردن سے نہ نکالے اور مطلق العنانی کی آرزو مین اولئك كالانعام بل هم اضل
یہ لوگ مثل چوپایون کے ہین بلکہ اُن سے زیادہ گمراہ ہین
مین داخل نہو۔

فصل اوپر ثابت کر دیا گیا ہے کہ عالم علوی و سفلی وما فیہما صرف حضرت انسان کے واسطے
پیدا کیے گئے ہین تو انسان بھی یون ہی لہو ولعب و فتنہ وفساد کے واسطے وجود مین نہین لایا گیا جیسا کہ
کہا گیا تھا اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدماء اُسکی تخلیق عبث نہین قال الله تعالی افحسبتم
کہا اللہ تعالے نے کیا سمجھا ہے تم نے
انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون ؎
ہے کہ ہم نے تمکو بیکار پیدا کیا اور یہ کہ تم ہمارے پاس نہ لوٹ کر آؤ گے

طاعت کرو خدا کی کہ جانا ہے ایک دن ۔ کیا جانتے ہو پیدا کیے ہین یہان عبث

بلکہ وہ ترقی مدارج کر کے معرفت الٰہی پیدا کرنے کے واسطے پیدا کیا گیا ہے جیسا کہ تخم بعد نشو ونما ترقی کرتا ہے
اور بروبار لاتا ہے اور اُسکے کمالات خفیہ ظاہر ہوتے ہین اور وہی تخم درخت ہو کر معراج ترقی کو پہونچتا
ہے اور کہتا ہے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق اور ما خلقت الجن
مین ایک پوشیدہ خزانہ تھا مین نے چاہا کہ مین پہچانا جاؤن اسلیے مین نے مخلوق کو پیدا کیا ۔ اور جن والانس کو صرف عبادت
والانس الا لیعبدون مین لیعبدون کی تفسیر لیعرفون سے کی گئی ہے ؎
کے لیے پیدا کیا ہے

معرفت کیواسطے پیدا کیا انسان کو ۔ ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیان

فصل اللہ تعالی نے انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کو ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تا کہ الم یاتکم
نذیر کے جواب مین بلی قد جاءنا نذیر فکذبنا وقلنا ما نزل الله من شيء اور لو کنا نسمع
ہان ڈرانے والا تو ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے اسکو جھٹلایا کہ خدا نے تو (کتاب وغیرہ) کوئی چیز نہین اُتاری اگر
او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر کہین اور حجت باقی رہے رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس
ہم سنتے یا عقل رکھتے تو جہنم مین نہ جاتے
علی الله حجة بعد الرسل وکان الله عزیزا حکیما ۔ یا معشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم یقصون علیکم
ایاتی وینذرونکم لقاء یومکم هذا قالوا شهدنا علی انفسنا وغرتهم الحیوة الدنیا وشهدوا علی انفسهم انهم کانوا کافرین

انبیاء و مرسلین خالق و مخلوق مین واسطہ ہین، اسکے بغیر لطیف و کثیف مین تعلق نہین ہوسکتا کیونکہ ذات حق
مبدأ فیاض الطف و اعلی منزہ و مقدس اور نفوس انسانیہ بوجہ تعلقات بشریہ دنی کثیف غرق تدنس پس مفیض
و مستفیض مین تعلق ذوجہتین افاضہ و استفادہ کے لیے ضرور چاہیے یعنی مبدأ فیاض سے لے اور دوسرون
کو دے اس تعلق اور واسطہ کا نام برزخ قرار پایا جسکی دو قسمین ہوئین کبری۔ صغری کبری وہ برزخ اور
واسطہ ہی جو مبدأ فیاض سے بلاواسطہ قریب ہو۔ صغری وہ ہی جو مستفیض سی قریب ہو اور مبدأ فیاض سے
بالواسطہ تعلق رکھے اسکی شرح مثال نقطہ (٠) اب ت ث ج ح خ وغیرہا حروف سے ظاہر ہوگی مثلاً (٠)
نقطہ کو مبدأ فیاض اور ج ح خ د وغیرہا کو مستفیض اور (اب ت ث) کو واسطہ قرار دین تو الف
(ا) کو کہ ایک خط مستقیم اور سیدھا پہلے پہل نقطہ (٠) سے بنا ہی واسطہ اولی اور برزخ کبری کہین گے
اور ب ت ث کو جو الف سے بنے ہین برزخ صغری کہا جائیگا اور باقی جملہ حروف کہ بوجہ اعوجاج
انھین سی صورت کا فیض حاصل کیا ہی مستفیض سے نامزد ہون گے حاصل کلام یہ کہ واسطہ اولی و برزخ کبری
کو ابوالارواح کہتے ہین جو علت مادی و علت غائی ہی بفحواے لولاک لما خلقت الافلاک وانا من نور اللہ
(اگر تم نہ ہوتے تو مین افلاک کو نہ پیدا کرتا مین اللہ کے نور سے ہون)
و کل شئ من نوری اور اسی ذات مطہرہ بابرکات خیر خلق باعث تکوین موجودات تعین اقدم مظہر اتم
(اور ہر شی میرے نور سے ہے)
کا نام احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وجود انبیاء علی نبینا و علیہم الصلوۃ والتسلیم برزخ صغری ہی

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق مین شامل — خواص اُس برزخ کبری مین ہی حرف مشدد کا
خورشید دولت او کاول شدست طالع — سرمایہ زان شعاع ست ارواح ابنیا را

فصل عبادت اور معرفت حق و معاش و معاد کے طریقے انبیاء و مرسلین کے ذریعہ سے
بتلائے گئے وہ شریعت یا دین الہی سے موسوم ہین اور یہی شریعت و قانون الہی مین حسب مقتضاے وقت
من جانب اللہ تغیر و تبدیل و تنسیخ بواسطہ نبوت ہوتی رہی آخرش زمانہ خاتم النبیین مین کمال کو پہونچی۔

فصل چونکہ انسان مدنی الطبع پیدا ہوا ہی اور بباعث علوم و صنائع جو کہ انسانی فکر و عقل کے
نتائج سے ہین دیگر حیوانون سے ممتاز ہی اسکو غذا معاش لباس مسکن وغیر ذلک کیلیے سعی کرنا ضرور ہی
جسپر اُسکی صحت حیات و بقاء ذات و نوع موقوف ہی اور یہ سب ابناے جنس کیلیے لازمی امر ہے کہ

افادہ وعبادت انکے سوائے غیر ممکن ہی **مصرع** خوردن برائے زیستن و ذکر کردن ست
لہذا انسان کو لامحالہ ایسے حاجتون اور ضرورتون سے سابقہ پڑتا ہی کہ بغیر مدد و معاونت ابنائے جنس
وغیرہ اسکی زندگی محال ہو مثلاً اگر ایک ہی آدمی صرف اپنی ذات سے بلامدد و معاونت غیری اپنی غذا لباس
مسکن کا انتظام تجارت یا فلاحت یا صناعت کے ذریعہ سے جو کہ ذریعہ معاش ہین کرنا چاہے جس سے
اُسکی زندگی وابستہ ہو تو اسکو نجاری حدادی وغیر ذالک کے اول اوزار و آلات کی ضرورت ہوگی جیسے
تخم ریزی کاٹنے صاف کرنے پیسنے گوندھنے پکانے روئی بنانے کاتنے بُننے سینے دھونے عمارت
بنانے کے وغیرہ وغیرہ آلات کا بہم پہونچانا لازم ہوگا اگر وہ اسمین مشغول ہوگا تو ضرور ہی کہ مدت حصول تک
اُسے بے غذا و لباس و مسکن رہنا ہوگا اور یہ مدت اُس کے ہلاک کرنے کے لیے کافی ہی بلکہ اُسکی عمر
وفا نکرے گی کیونکہ یا تو ایک آلہ کا حصول دوسرے پر اور اُس کا اُسپر موقوف ہی یا ایک آلہ کا دوسرے پر اور
دوسرے کا تیسرے پر اور تیسرے کا چوتھے پر اور اسکا پنجم پر وہلم جرا پھر اس تسلسل سے جو نتیجہ پیدا ہونیوالا
ہی مخفی نہیں حکما فرماتے ہین ،، ہزار کار ریاستی کرد تا شخص یک لقمہ نان در دہن تواند نہاد ،، آدم علی نبینا و علیہ
الصلوٰۃ والسلام دنیا مین آئے مدت تک عریان و گرسنہ پھرتے رہے یہانتک کہ بحکم الٰہی جبریل امین زمین پر آئے
اُنکو حضرت آدم علیہ السلام سے استفسار حال کے جواب مین جواب ملا کہ مین اپنے نفس مین قلق و اضطراب ایسا
دیکھتا ہون کہ جسکے سبب سے عبادت الٰہی کے لیے بھی اُٹھ نہیں سکتا اور اپنے گوشت پوست مین گمان
کرتا ہون کہ چیونٹیان حرکت کرتی ہین جبریل امین نے کہا کہ اسے جوع (بھوک) کہتے ہین حضرت آدم علیہ السلام
جوع کی اذیت سے خلاصی پانے کے متعلق اُنسے دریافت کرنے لگے جبریل یہ کہکر کہ توقف کیجیے جلد آپ
اسکا طریقہ کھل جائیگا غائب ہوگئے بعد ازان ایک جوڑی سرخ بیلون کی بروایتے ایک سرخ تھا اور دوسرا
سیاہ تھا اور سندان ہتوڑا اور اہرن کی لکڑی لاکر حضرت آدم علیہ السلام کے سپرد کیے اور سنگ و آہن مین
شرارہ کو محبوس کردیا اسکے بعد ایک حریطہ دیا جسمین گیہون کے تین دانے تھے ہر ایک دانے کا وزن (۱۰۰) درہم
کا تھا اور کہا کہ دو تمہارے اور ایک حوا کے لیے ہی آدم علیہ السلام حسب ہدایت جبریل امین زمین مین ہل
چلاکر تخم پاشی سے فارغ ہوئے گیہون اُگے اور بروبار لائے خوشے لگے خرمن مین مال تیار ہوا گیہون کی

روٹی پکائی گئی کہتے ہین کہ اُسکا طول وعرض پانچسو گز کا تھا بی بی حوا کا حصہ نکال کر آدم علیہ السلام نے اپنا حصہ کھایا اُس دن سے عیال کا بار اور نفقہ مردون کے سر تھوپا گیا غرضکہ بے امداد تعلیم جبریل امین اور بغیر استعانت حیوان و آلات آدم علیہ السلام بھی کچھ کر نہ سکے پس انسان کو کسب معاش مین باہم یک دیگر استعانت و اعانت لازمی ہی اسلیے ان کا ایک جا جمع رہنا ان کی معاشرت زندگی کا موجب ہی اور ہر فرد بشر اپنی علیحدہ علیحدہ حرفون پیشون اور صنعت کے رو سے ایک دوسریکا برابر مددگار ہی اور قدیم سے ہر ایک کے لیے الگ الگ پیشے اور حرفت مقرر ہین جس مین وہ خوش ہین کل حزب بما لدیھم فرحون

بما لدیھم فرحون	ہر کسے را بہر کاری ساختہ	میل آن اندر دلش انداختہ
لکل عمل رجال	قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے	جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا	غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	آخر متفرق جماعتون کے سپرد

ایک ایک کام ہوگیا جس سے دوسرون کی اعانت کے سوا اُن کا معاش بھی حاصل ہوتی ہی اور انتظام ملک نہایت خوش اسلوبی اور آسائش سے انجام پاتا ہی اور یہ طریقہ فطرت ہی بلکہ بعض حیوانون مین اسکی نظیر ملتی ہی جیسے شہد کی مکھی کہ کوئی موم لانے کوئی گھر بنانے کوئی شہد جمع کرنے اور کوئی دربانی وغیرہ کی خدمت پر مقرر ہی اسی طرح دیمک مین بھی پایا جاتا ہی انمین راجہ بادشاہ بھی ہین اتنی دور کیون جائین خود ہر انسان مین یہ انتظام ہی تن بمنزلہ شہر ہاتھ پانوٴن اعضا پیشہ ور رعیت، دل بادشاہ عقل وزیر، شہوت عامل خراج غضب کوتوال شہر قوت معدہ طباخ، اور وہ قوت جو طعام صاف کو جگر مین اور پھوچن کو انتڑیون مین پہونچاتی ہی عصار ہی جو جگر مین کیموس کو سرخ رنگتی ہی رنگریز اور جو خون سرخ کو پستان مین شیر اور سفید نطفہ بناتی ہی گازر اور جو غذا کو جگر سے کھینچتی ہی جلاب اور جو گردون مین مثانہ مین پانی لا ڈالتی ہی سقا اور جو براز سے معدہ اور انتڑیون کو پاک صاف کرتی ہی کناس ہی یعنے بھٹیارا اصلی رنگریز دھوبی جلاب وسقا خاکروب وغیرہ ذلک اہل حرفہ وغیرہ کی نظائر کثیر ہین جسم مین دوائیان ہین، نمک شکر ترشی وغیرہ جو وقت ضرورت جسم کے کام مین آتی ہین غرضکہ جب تک بادشاہ وزیر و مشیران خیر خواہ کے نیک مشورون پر کاربند رہتا ہی اور وہ خود سبعی بہائمی قوتون کا

مغلوب نہین ہوتا تو عمدہ انتظام کی وجہ سے وجود سلطنت ہر آفت سے مامون رہتا ہی اور ہر ایک عضو اپنا اپنا
کام جو الگ الگ ہی برابر حسب تقرر فطرت و تدبیر شاہی انجام دیتا ہی اور دوسرے کا کام نہین کرسکتا اسی
طرح جب تک کسی مملکت کے باشندے صرف اپنی اپنی مفوضہ خدمت کا انجام نہ دیا کرین گے
اور اپنے اپنے فرض منصبی چھوڑ کر دوسرون کے کامون مین دست اندازی کرنے کو ترک نہ کرین گے اس ملک
و سلطنت کے انتظام کا خدا حافظ ہی ہندوستان مین تباہی کا ایک بڑا سبب یہی ہی کہ جن لوگون کا کام مذہبا
دودھ گھی چرم کپاس وغیرہ فروخت کرنے کا نہین تھا کرنے لگے کوئی بھلا آدمی اپنا علمی مشغلہ چھوڑ زراعت
کرنے لگا کسی نے نداقون کے پیشہ پر پاؤن دیا کوئی حجام فضیلت علم کی سنکر عالم فاضل کی ڈگری حاصل کرنے مین
مصروف ہوا اپنے کام سے دست بردار رہا۔

فصل اگرچہ ضرورت ملک مین اختلاف نہین مگر اسمین اختلاف ہی کہ بادشاہ کی ضرورت رعیت کو کس لیے ہی
بعض کہتے ہین کہ ضرورت صرف اسلیے ہی کہ ہر ایک کو اپنی ہی خدمت مفوضہ کام کو انجام
دینے اور دوسرے کا کام اختیار نکرنے دینے پر مجبور رکھنا ایسا نہونے سے انتظام برابر نہین رہسکتا اور
ہر ایک کو اُسکی حد سے تجاوز نکرنے دینا بالقہر و غلبہ بادشاہ کا کام ہی۔

بعض کا مقولہ ہی کہ انسان ملکی بہیمی شیطانی قوتون مین جکڑا ہوا ہی چونکہ ہر بشر کی حیات اور اُسکا
وجود بغیر اجتماع اور ایک دوسرے کی معاونت قُوّت اور دیگر ضرورتون کے لیے غیر ممکن ہی تو لامحالہ معاملہ
قضاے حاجات کا سابقہ پڑتا ہی ایک دوسرے پر اپنی قوت بہیمی وسبعی کے غلبہ مین ضرور دست تعدی
دراز کرتا ہی جب مظلوم بنفسہ مدافعت سے عاجز ہوتا ہی تو دیگر اعوان و اقارب سے مدد چاہتا ہی آخرش
نزاع مین قتل و کشت کی نوبت پہونچتی ہی اور اس سے بنی نوع انسانی کو جو کچھ نقصان پہونچتا ہی ظاہر
ہی چنانچہ قبائل کے قبائل نیست و نابود ہو جاتے اور ایک عالم کی زندگی تلخ ہو جاتی لیکن اللہ جل شانہ کا
فضل ہی جسنے خون ریزی نہونے اور اپنی عبادت باطمینان ادا ہونے کے لیے سب کو قوت قاہرہ و
غالبہ کا خواہان اور اس کا فرمان بردار بناکر اُسکو مرجع کل کردیا جو انسداد مظالم و محافظت ملک کرتی ہی وہ
قوت قاہرہ کون ہی بادشاہ حاکم کہ ظالم اور مظلوم کی اعانت کرتا ہی ظالم کو ظلم کرنے سے اور مظلوم کو ظلم ظالم سے

بجا تا ہی قال اللہ تعالی لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض ولکن اللہ ذو فضل
کہا اللہ تعالے نے اگر اللہ انسانون مین بعض کو بعض سے دفع نکرتا تو زمین مین فساد ہوتا لیکن اللہ تعالی عالمون پر
علی العالمین ٥ اس سے ملک صاحب القہر والغلبہ کی ضرورت ثابت ہوتی ہی اور اسکے
فضل کرنیوالا ہے
فوائد نظر آتے ہین اور حضور اقدس سید الکل سلطان دارین رسول کریم کا ارشاد لولا السلطان لاکل الناس
اگر بادشاہ نہوتا تو ایک دوسرے کو
بعضہم بعضاً بادشاہ کے لازمی ہونے کی خبر دیتا ہے بنابرین ابن خلدون کہتا ہی ان الادمیین بالطبیعۃ
کھا جاتا انسان — انسانی طبیعت ہر گروہ مین
الانسانیۃ یحتاجون فی کل اجتماع الی وازع وحاکم یزع بعضہم عن بعض فلا بد من متغلب علیہم۔
ایک حاکم کی محتاج ہی جو ان کو ایک دوسرے سے روکے اس لیے ضروری ہے کہ ایک شخص ان پر غالب ہو
حاصل اختلاف ضرورت وجود سلطان مین اگر غور کیا جاے تو مآل قریب قریب دونونکا واحد ہی جب
یہ ثابت ہوگیا کہ بادشاہ حاکم کا ہونا ضروری ہی تو محکوم بھی اسکی ساتھ ثابت ہوے بلکہ محکومونکے وجود نے بادشاہ کا
وجود لازم کیا پس واضح بات ہی کہ وہ مملکت و ملک مین ایسی مثال رکھتا ہی جیسا جسم انسانی مین
طبیعت یا روح یا دل ہر ملک و سلطنت مثل وجود انسان بغیر مدبر مامون و قائم نہین رہ سکتے
کیونکہ وہ مختلف ملل و مذاہب و ادیان متضادہ و متفاوت العقول والطبائع اشخاص کا مجمع ہے
اور ایسے لوگ اسمین بستے ہین جنکے اغراض و مقاصد و حرفہ و پیشہ وغیرہ ایک دوسرے سے مغائر ہین اسکے بغیر
ملک و مملکت کا وجود غیر مکمل ہوگا اور یہ سب اعضا کے مثال ہین حاکم بادشاہ کا ان سب پر حکم ہی
جو اللہ کے سایہ سے یاد کیا گیا ہی السلطان ظل اللہ فی الارض پس اسکا بھی مثل رب العزت یا روح اپنی
بادشاہ دنیا مین اللہ کا پرتو ہے
مملکت مین ایک ہی ہونا ضروری ہی۔ "دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند" کا مفہوم معلوم ہی اور یہ بات ہر زمانہ مین
رہی ہی بلکہ محلہ محلہ گھر گھر ایک ہی سرپرست مربی یا حاکم ہوتا ہی اور ہی جسکے سب مطیع و فرمانبردار رہتے ہین اگر
یہ نہو تو بوجہ فتنہ و فساد انسانی چند روزہ حیات موت سے بدتر ہو جائے عن عبد اللہ بن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
عبد اللہ بن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ فالامام الذی علی الناس راع وھو مسئول عن رعیتہ والرجل راع علی اھل
روایت کرتے ہین خبردار ہر شخص تم مین کا نگہبان ہے اور تم مین سے ہر شخص سے اسکی رعیت کا سوال کیا جائیگا اسلیے امام وہ شخص ہی جو انسانونکا نگہبان ہی اور
بیتہ وھو مسئول عن رعیتہ والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ وھی مسئولۃ عنھم وعبد الرجل راع علی مال سیدہ
اس سے اسکی رعیت کے بارہ مین سوال کیا جائیگا اور مرد اپنے اہلبیت کا نگہبان وہ اپنی رعیت سے سوال کیا جائیگا اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی اور اسکے بچون کی نگہبانی کرنیوالی ہے
وھو مسئول عنہ الا فکلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ متفق علیہ
اور اس سے اسکے بارہ مین سوال کیا جائیگا اور غلام اپنے سید کے مال کا نگہبان اور اس سے اسکے بارہ مین سوال کیا جائیگا خبردار ہر ایک تم مین کا نگہبان ہی اور ہر شخص اسکی رعیت کے بارہ مین سوال
غایۃ الامر حق جل شانہ نے ایک ہی ایک حاکم قرار دیا ہی اگرچہ وہی حاکم دوسرے کے تحت مین کیون نہو
قولہ تعالی اھم یقسمون رحمۃ ربک نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الحیوۃ الدنیا ورفعنا بعضھم فوق
کیا وہ لوگ بانٹتے ہین تیرے رب کی رحمت کو ہم نے تقسیم کردیا انمین انکی معیشت کو دنیا مین اور بعض کو بعض پر کس درجہ فضیلت دیدی

بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضا سخریا
تاکہ بعض بعض کو تابعدار بنالین

فصل عبادت حق و معاد و بقائے نسل و حصول رزق و لباس و مسکن کے جو طریقہ خداے برتر
نے بذریعہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام بتلائے ہین وہی شریعت حق ہے جسمین تمدن بھی داخل ہے۔ تمدن اور
سلطنت نبوت کے تابع رہے ہین حتی کہ شریعت الٰہی کے قوانین مین ہر زمانے کے پیغمبر کے ذریعہ سے حسب ضرورت
وقتاً فوقتاً ترمیم و تنسیخ ہوتی رہی کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین
شروع مین سب لوگ ایک ہی دین رکھتے تھے پھر جب اسمین اختلاف کرنے لگے اللہ نے سفیر بھیجے
وانزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد
کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والے اور نافرمانی کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے اور انکی معرفت سچی کتابین بھیجین تاکہ جن باتون مین لوگ اختلاف کر رہے ہین کتاب الٰہی
ما جاءتھم البینٰت بغیا بینھم فھدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ
باتون کا فیصلہ کر دے اور اسمین لوگون کا اختلاف نہ ہوا مگر جن لوگون کو کتاب دی گئی تھی وہی لوگ اپنی باہمی ضد سے انمین اختلاف کرنے لگے
یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ہ چنانچہ آدم شیث نوح سے لیکر موسیٰ عیسیٰ ابراہیم علی نبینا وعلیہم
اور اللہ جسکو چاہے سیدھی راہ دے
الصلوۃ والسلام کے زمانے تک اہل کتاب کو ترمیم و تنسیخ شریعت حق مین علی العموم اتفاق ہے مگر وقالت
یہود نے کہا
الیھود لیست النصاری علی شیء وقالت النصاری لیست الیھود علی شیء وھم یتلون الکتاب
کہ نصاریٰ کسی مذہب پر نہین ہین اور نصاری نے کہا کہ یہود کسی مذہب پر نہین ہین حالانکہ وہ دونون کتاب الٰہی پڑھتے ہین
اور کوئی تعجب کی بات نہین کہ اللہ جل شانہ نے ہندوستان مین پیغمبر مبعوث نہ فرمایا ہو لقد
بعثنا فی کل امۃ رسولا اور حضرت جل شانہ کی طرف سے حجت کمال کو نہ پہونچی ہو کیونکہ ہنود مین توحید
ہر امت مین ایک رسول بھیجا ہے
کا اثر اور خدائے برتر کا خالق و رازق اور لیس کمثلہ شیء نرنکار ہونا پایا جاتا ہے چنانچہ مرزا جان جانان
اسکے مثل کوئی شی نہین ہے
شہید رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگ اس امر کی طرف اشارہ کرتے ہین۔ بعض فقہا نے ہنود کے اوتارون کو برا
کہنے سے منع کیا ہے ممکن ہے کہ یہ اللہ کے ولی ہون یا پیغامبر ہون جنکو مثل عزیر علیہ السلام کے ابن اللہ اور بی بی
مریم مادر عیسیٰ علیہ السلام کی تہمتون لقد جئت شیئا فریا سے متہم کیے ہون ہ
البتہ تو ایک عجیب چیز لائی ہے

قیل ان الالہ ذو ولد　　　قیل ان الرسول قد کھنا
کہا گیا ہے کہ اللہ کے لڑکا ہے　　　اور رسول کاہن ہے

اور انکے صحیفے مثل صحائف دیگر انبیا و مرسلین نابود ہوگئے ہون۔ دور کیون جائین خود رسول کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم کے باب مین بعض اہل کتاب کے کیسے کیسے خیالات نامناسب ہین باوجودیکہ آپ دعائے خلیل
اور نوید مسیحا ہین آن ختم رسالت کی تشریف آوری اور ظہور کی بشارتین انبیائے کرام صلوات اللہ علی نبینا
وعلیہم اجمعین سے متواتر پہونچین ہین اور توریت۔ زبور۔ انجیل مین مذکور ہین چنانچہ از ان میان انجیل یوحنا

باب (۱۶) مین حضور اقدس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو روح حق اور تسلی دینے والا وکیل لکھا ہی یعنی حضرت عیسیٰ علےٰ نبینا علیہ السلام فرماتے ہین اگر مین نہ جاؤن تو تسلی دینے والا تمھارے پاس نہ آویگا، اور جب وہ روح حق آئیگی تو وہ تمھین ساری سچائی کی راہ بتائیگی، خیر یہ تو ہی مگر برناباس کی انجیل نے ان بشارتون کو بہ وضاحت مطلقت ازبام کردیا اور ذرا بھی شک و شبہ نہ رہنے دیا اسمین لکھا ہی (۳۹ ب) حضرت آدم نے اپنے پاؤن پر کھڑے ہو کر ہوا مین سورج کی طرح منور ایک نوشتہ دیکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ صرف ایک ہی خدا ہی اور محمد اسکا رسول ہی اسپر حضرت آدم نے اپنا منھ کھولا اور کہا کہ اے میرے خداوند خدا مین تیرا شکریہ ادا کرتا ہون کہ تو نے مجھے اپنے فضل و کرم سے پیدا کیا ہی مگر مین التجا کرتا ہون کہ تو مجھے اسقدر بتادے کہ ان الفاظ کے کیا معنے ہین کہ محمد رسول خدا ہی کیا کوئی آدمی مجھسے پہلے پیدا ہو چکا ہی پھر خدا نے کہا کہ اے میرے بندے آدم تجھے بشارت ہو اور مین کہتا ہون کہ تو ہی پہلا انسان ہی جسکو مین نے پیدا کیا ہی اور وہ آدمی جسکا نام تو نے دیکھا ہی تیرا فرزند ہی جو زمانہ دراز کے بعد دنیا مین آئیگا اور میرا پیغمبر ہوگا جس کی خاطر مین نے سب کچھ پیدا کیا ہی اور یہ آکر دنیا کو روشنی دیگا یہ وہ شخص ہی جسکی روح میری کوئی شئی پیدا کرنے سے ساٹھ ہزار سال پہلے آسمانی نور مین درخشان تھی۔ پھر آدم نے خدا سے عرض کیا کہ اے خدا یہ نوشتہ میری انگلیون کے ناخنون پر مجھے عطا کر تب خدا نے وہ نوشتہ سب سے پہلے انسان کے انگوٹھے کے ناخن پر منتقل کیا اس نوشتہ کے معنے یہ تھے کہ محمد رسول خدا ہی اسوقت حضرت آدم نے ان الفاظ کو جوش الفت پدری کے ساتھ بوسہ دیا اور اپنی آنکھون پر مل کر کہا کہ مبارک ہی وہ دن جب تو دنیا مین آئیگا۔ (۴۳ ب) خدا نے اپنے آپ کو چھپا لیا اور میکائیل فرشتہ آدم علیہ السلام کو بہشت سے نکال کر لیگیا اسوقت آدم نے پھر کر دیکھا تو دروازہ جنت پر لکھا تھا کہ خدا واحد ہی اور محمد رسول خدا ہی آدم نے کہا اے میرے پیارے فرزند تو جلد آکر ہمین مصیبت سے نکال (۲۰۳ ب) عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ محمد کا نام بہت عجیب ہی کیونکہ جب خدا نے اسکی روح کو پیدا کیا اور اسکو آسمانی جلال مین رکھا تو اسکو یہی نام دیا تھا اور خدا نے فرمایا تھا کہ محمد ٹھہر مین تیرے لیے بہشت دنیا اور مخلوقات کے انبوہ کثیر کو پیدا کرتا ہون اور مین سب تیری نذر کرونگا پس جو تجھے برکت دیگا وہ خود متبرک ہوگا

اور تجھے جو بد دعا دیگا وہ خود بد دعا کا مورد ہوگا۔ جب مین تجھے دنیا مین بھیجون گا تو مین تجھے نجات کا رسول بنا کر بھیجون گا اور تیرا کلام اس قدر صادق ہوگا کہ زمین و آسمان ٹل جائین گے مگر تیرا قول کبھی نہین ٹلیگا تیرا مبارک نام محمد ہی پھر انبوہ خلائق نے غل مچایا کہ اے خدا اپنے پیغمبر کو ہمارے پاس بھیج اے محمد تو دنیا کی نجات کے واسطے جلد یہان پہونچ۔ (۸۰ اب) عیسی نے دلی مسرت سے جواب دیا کہ یہ محمد رسول اللہ ہی اور جب یہ دنیا مین آئیگا تو جسطرح کہ مینھ زمین کو اُس حالت مین سرسبز کرتا ہی جبکہ بہت عرصہ سے پانی نہ برسا ہو اسی طرح دنیا مین بوجہ لا انتہا رحم کے جو یہ ساتھ لائیگا نیک کامون کا موجد ہوگا کیونکہ یہ سفید بادل خدا کے فضل و کرم پر ہوگا اور خدا اپنا یہ رحم ایمان دارون پر مینھ کی طرح برسائے گا مختصرا صدق نبینا عیسی روح اللہ۔

اور کلام مجید مین کل انبیا کا جو ایک لاکھ کئی ہزار مین ذکر تو کیا چند کے سوا نام بھی کو نہین لیکن اُنکے وجود کا آیت ذیل سے پتہ چلتا ہی ولقد ارسلنا رسلا من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك (اور ہمنے تمھارے پہلے بھی رسول بھیجے ہین جنمین سے بعض کا حال تم سے بیان کیا ہی اور بعض کا نہین)

فصل جب سے انسان کی ابتدا ہوئی اسوقت اور اسکے قریب کے شرایع کا موازنہ بعد کے شرایع سے کرین تو زمین آسمان کا فرق نظر آئیگا اسوقت لا محالہ حقیقی بہن بھائی اور ایسے قریب کے رشتہ دارون سے مناکحت کا درست ہونا معلوم ہوتا ہی بلکہ اسی کا اثر ہی کہ بعض دینون مین ایسے قریب کے رشتہ دار سے نکاح اب تک درست ہی لیکن یہ بات اب اہل کتاب مین نہین ہی۔ قانون قدرت اتنا مجبور نہین کرتا جسکا بار نہ اُٹھ سکے لا يكلف الله نفسا الا وسعها (اللہ کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہین دیتا ہی) جیسا جیسا انسان اُسکے لائق بنتا گیا ویسا ویسا احکام سے مکلف بنایا گیا اسمین کسی کو کلام نہوگا اور سب تسلیم کرین گے کہ ابتدا مین کوئی بھی قانون کی انتہائی غرض تکمیل نہین ہوتی اور وقتا فوقتا کی ترمیم و تنسیخ آخر مین کمال کو پہونچاتی ہی اسلیے کہ شرع مین جب ضرورت احکام ہوتے ہین تو مین دعوی سے کہون گا کہ شریعت اصل مین ایک ہی تھی اور ہی جسکی غرض اور علت غائی لا اله الا الله کے سوا دوسری نہین (نہین کوئی پوجنے کے لائق مگر اللہ) اور باقی فروعات مین اب آخر مین منتہی ہوئے خاتم النبیین تعین اتم قدم محمد مصطفے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے عہد مبارک مین بھی ترمیم و تنسیخ پاتے پاتے بحکم ما ننسخ من ایۃ او ننسھا نات بخیر منہا او
ہم کسی آیت کو جبتک منسوخ یا بھلا نہین دیتے جبتک اس سے اچھی یا ویسے
مثلھا الم تعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر پوری کمال کو پہونچی جسکی خبر اللہ تعالی دیتا ہے الیوم اکملت
مثل نہ لے آئین کیا تم نہین جانتے ہو کہ اللہ ہر شی پر قادر ہی آج مین نے تمہارا دین
لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہین کہ دنیا بھر کے عقلا
کامل کردیا اور اپنی نعمتین تم پر ختم کردین اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا
و مقنن کے مرتبہ مکمل قانون کبھی بھی تبدیل و تنسیخ کے اثر سے نہین بچ سکتے رات دن یہ گھڑ موڑ توڑ جوڑ
جاری ہی۔ مگر شریعت الٰہی دین اسلام کا مکمل قانون یعنی شریعت محمدی مین اب اصلاح کی ضرورت نہین ہی
اور ۱۳ سو برس گزر جانے کے بعد بھی الآن کما کان جون کی تون ہی اور ایسے ایک لباس کے
آج بھی ویسا ہی ہی جیسا کہ پہلے تھا
موافق ہی کہ ہر زمانے کے جسم مین برابر آرہا ہی یہ وہی آسمانی سلطنت ہی جسکی بشارت آسمانی کتابون
مین دی گئی تھی،

فصل واضح ہو کہ ولایت حکومت کی دو قسم ہین ولایت متعدی، ولایت قاصرہ ولایت
متعدی تین حصون مین منقسم ہی، تہذیب و سیاست ظاہر احوال خلق جو بادشاہ سے متعلق ہی۔ تہذیب
و سیاست باطن خلق یہ صلحا و علما و اہل ارشاد سے وابستہ ہی، تہذیب و سیاست ظاہر و باطن خلق اسکا
قیام انبیا و خلفاے محمدی سے ہی تفسیر کبیر مین لکھا ہی ان الملوک علی ثلثۃ اقسام ملک علی الظواہر
ملک کی تین قسمین ہین ایک وہ ملک جو صرف ظاہر پر ہوتا ہی اسکا
فقط ھذا ھو الملاک والملوک وملک علی البواطن فقط ھذا ھو الملک العلماء وملک علی الظواھر
تعلق بادشاہون سے ہی دوسرا ملک وہ ہی جو باطن پر ہوتا ہی اس کا تعلق علما سے ہی تیسرا ملک وہ ہی جو ظاہر و باطن
والبواطن معا ھذا ھو الملک الانبیاء صلوات اللہ علیھم۔
دونون پر ہوتا ہی اسکا تعلق انبیا سے ہی

فصل سیاست کے بھی دو حصے کیے گئے ہین عقلیہ و دینیہ سیاست عقلیہ صرف عقلا کے
قوانین مفروضہ ہین جس سے دنیاوی ظاہری انتظام ہوتا ہی سیاست دینیہ کا بانی اللہ کے جانب سے
پیغمبر ہوتا ہی یہ حیات دنیا و آخرت دونون کے واسطے نافع ہی کہ غرض دنیا سے عقبی کی ہی الدنیا مزرعۃ
دنیا آخرت کی کھیتی ہی
الآخرۃ اسلیے سیاست عقلیہ سیاست دینیہ کے مقابلہ مین کوئی وقعت نہین رکھتی کہ اللہ جل شانہ نے
انبیا کے ذریعہ سے اُسکو بھیجا ہی اور مخصوص رسول کریم خاتم نبوت کے زمانے مین کمال کو پہونچی الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی سے یہ بات ظاہر ہی اسکے سوا عقل سلیم اسکی خوبیون سے انکار
نہین کرسکتی **مصرع** ہمہ شیران جہان بستۂ این سلسلہ اند یون تو **مصرع**

گل ست سعدی و در چشم دشمنان خار ست — اور بات ہی چونکہ سیاست دینیہ مکملہ یعنی شریعت احمدی
نے سیاست عقلیہ و تراسیس قوانین جدیدہ سے بالکل غنی کردیا ہی اور کسی شی کی ضرورت باقی نہین رکھی اسلیے
بلا لحاظ ہر ملت و دین و مذہب والے کے امن کا ذمہ پورے طور سے اسنے اپنے سر لیا ہی اسلیے موجودہ سیاست
مدن (سیاست عقلیہ) و مجمع و اضع قوانین کے از روے دین اسلام مسلمانان محتاج نہین جہان کہین یہ بات
انمین ہی تو تقلیدی ہی انھون نے دینیہ سیاست کے دائرے سے قدم باہر نکالنا چاہا ہی شاورھم فی
الامر و شوری بینھم سے ہر کسی کو ہر امر مین مطالبہ حقوق اور راے زنی کا حق حاصل نہین کہ مخاطب حاکم
مشورہ لے لو — اپنے امور مین
ہی نی زمانا اس شورے سے احکام الہی کی تبدیل یا درستی کرنا بعض بزرگون کا خیال ہی چنانچہ میراث
ترکہ ربوا و ملک وغیرہ کے متعلق ملک مین بحث چھڑی ہوئی ہی، شوری خاص جنگ اور اسکے جیسے
امور کے واسطے مخصوص اہل اسلام سے متعلق ہی، خیر یہ مسئلہ دوسرے موقع کے لیے چھوڑا جاتا ہی
پس زمانہ نبوت مین تمدن بھی شامل تھا ظواہر و بواطن خلق پر حکومت تھی اور یہ زمانہ رسول کریم کی
وفات کے بعد تیس برس رہا اور آخر ملک عضوض بنکر سلطنت مین داخل ہوگیا رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کا یہ بھی ارشاد ہی ان اول دینکم بدأ نبوۃ ورحمۃ ثم یکون خلافۃ ورحمۃ ثم یکون ملکا وجبریۃ
تمھارے دین کی ابتدا نبوت اور رحمت سے ہوئی پھر خلافت اور رحمت ہوئی پھر بادشاہت ہوئی جبریہ

فصل

حاصل یہ کہ سلطنت کے لیے ایک حاکم بادشاہ چاہیے وہ فتنہ و فساد اشد
من القتل موجب ہلاکی بنی نوع انسان کا دافع ہی اور دین کو بھی قیام اسی سے ہی اور یہ سب من اللہ ہی
قال اللہ تعالی ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوۃ ومساجد
کہا اللہ تعالی نے — اور اگر اللہ ایک دوسرے کے ہاتھ سے لوگون کو نہ ہٹواتا تو صومعے اور گرجے عبادت خانے مسجدین جنمین کثرت سے
یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز اسلام نے بعض عبادات
خدا کا نام لیا جاتا ہی کبھی کے منہدم ہوجاتے، اور جو اسکی مدد کریگا تو اللہ اسکی ضرور مدد کریگا بیشک اللہ زبردست اور غالب ہی
جیسے جمعہ و اعیاد مین مسلمانون کیلیے بادشاہ یا اسکے نائب کا ہونا شرط کیا ہی کنز الدقائق کے مسوخچ مین
حرف سین سے سلطان بادشاہ مراد ہی عام اس سے کہ وہ عادل ہو یا جابر مسلمان ہو یا کافر لا یجوز
بادشاہ یا جسکو
اقامتھا الا للسلطان او لمن امرہ السلطان لانھا تقام بجمع عظیم وقد تقع المنازعۃ فی التقدیم و
بادشاہ اجازت دے انکے سوا کسی کو نماز قائم کرنے کی اجازت نہین کیونکہ وہ مجمع کثیر ہوتا ہی اور بڑھنے بڑھانے وغیرہ مین اکثر جھگڑا
التقدیم وقد یقع فی غیرہ فلا بد لہ تتمیما لامرھا ۱۲ ہدایہ
جھگڑا ہوجاتا ہی لہذا اسکے لیے ایک شخص ہونا چاہیے
السلطان ای الخلیفۃ ای الوالی الذی لیس فوقہ وال عادلا کان او جائرا وقیل تشترط العدالۃ
سلطان یعنی خلیفہ یعنی وہ حاکم جسکے اوپر کوئی حاکم نہو خواہ عادل ہو یا ظالم بعضون کے نزدیک عدل شرط ہی

کمافی قاضیخان والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط ۱۲ جامع الرموز فقہانے یہ بھی لکھا
جیسا کہ قاضیخان مین ہی اور اطلاق سے یہ پتہ چلتا ہی کہ اسلام شرط نہین ہی
ہی کہ جس ملک مین بادشاہ مسلمان نہو تو اس سے مسلمان حاکم مسلمانون کو طلب کرنا چاہیے تا کہ اُنکی
شریعت کے موافق فیصلہ کیا کرے، اس مقام پر یہ کہنا بیجا نہین کہ ہندوستان کی عدالت مین ترکہ
و راسکے جیسے مقدمات رجوع ہوتے ہین تو ہر ایک کے دین کے موافق فیصلے کیے جاتے ہین تاہم
سرکار عالیہ کو اس طرف متوجہ کرنا مناسب ہی کہ اس امر مین مسلمانون کو مدد دے مسلمان قضاۃ مقرر
فرمادے اور مقررہ قضاۃ کو اختیارات جو ان کے لائق ہون مثل طلاق خلع مہر حقوق زناشوی وغیرہ
کے فیصلہ جو شریعت محمدی سے متعلق ہون سپرد فرمایا کرے اور نماز جمعہ و اعیاد مین اُنکی تائید کیا کرے
ایسا نہونے سے منازعت و فساد ہوتے ہین اور اسلامی ملت کو نقصان پہونچتا ہی اور قضاۃ کے لیے
ایک چھوٹا سا قانون مرتب فرمادے - چنانچہ مارکوس آف ولزمی اور مارکوس آف ہیسٹنگس کے گورنری کے
عہد معدلت مین قدیم قاضیون اور مفتیون کے خاندان معزز مانے گئے تھے اگرچہ اب بھی کہین کہین
مانے جاتے ہین مگر ویسے نہین اور مسلمانان ہند اپنی ضوابط شریعت کی حیثیت سے موقر تھے اور گورنران ہند
فقہ و ادب کیطرف انکو رغبت دلاتے تھے انکی روایتون کو عزت کی نظر سے دیکھتے تھے اور گذشتہ حکام ہندستان
کے موافق انکے ساتھ رعایت کا برتاو کرتے رہے بلکہ مذہبی مقدمات اُن کے پیشواؤن کی طرف رجوع کراتے
جاتے تھے اور یہ سب اسی بنا پر سمجھنا چاہیے کہ قانون ستم کے دیباچہ کے مقاصد سے ایک مقصد یہ بھی
ہی کہ ہندوستان کے باشندے اپنے تمام قدیم قوانین رواج مواجب اور حقوق پر قائم اور محفوظ رکھے جائین
یہی وجہ ہی کہ اکثر فقہ حنفی کی کتابون ہدایہ وغیرہ کا ترجمہ انگریزی اور خاصکر فرانسیسی زبان مین عمدہ طور
سے ہوا ہی اور زیادہ تر اچھا حصہ اس امر مین فرانسیسیون نے لیا ہی جیسے بلی صاحب اور مینگناٹن صاحب
کی شرع محمدی اور ڈی ہوسن صاحب کی کتاب موسوم بہ ڈبلیو جرنل ڈی لا امپایر اوتمان ہی -

فصل اسلام نے بادشاہ کو دو قسمون پر منقسم کیا ہی

ایک وہ جو احکام خدائے برتر یعنے شریعت احمدی کے مطابق اور محض بندگان خدا رعایا
و مخلوق کے آسائش کی غرض سے حکم کرے وہ بشرائط امام کیا جاتا ہی اور یہ مسئلہ متعلق بہ امامت ہی

جسکے دو حصہ ہین امامت صغری و امامت کبری امامت صغری جیسے نماز مین امام امامت کبری اس کا
تعلق شرعی بادشاہ سے ہی جسے امام کہتے ہین کمامر

دوسرا وہ جو بقہر و غلبہ بادشاہ و حاکم ہو عام اس سے کہ وہ مسلمان ہو یا نہو اسے متغلب کہتے
ہین لیکن بحیثیت اطاعت عند الاسلام دونون برابر ہین اسلام نے دونون کو مساوی رکھا ہی
چنانچہ مروی ہی عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعة علی المرء
عبد اللہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ مسلمانون پر سوائے معصیت کے ہر چیز کی اطاعت کرنا فرض ہے
المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة مزید تفصیل آگے بیان ہوگی
خواہ وہ اسکو مکروہ سمجھیں یا محبوب لیکن اگر معصیت کا حکم ہو تو اطاعت نہ کرنا چاہیے

فصل چونکہ غرض اسلام کی بادشاہ سے صرف حفاظت دین و اسلام و حفظ امن ہی وہ کسیکی
دھن دولت ملک مملکت عیش و آرام و امارت نہین چاہتا اسلیے اُسکو بادشاہ کے عدل و انصاف
سے مطلب ہی نہ جور و اعتساف سے نہ اُسکے کفر سے غرض ہی نہ اسلام سے **مصرع**
مطلب ہی مطلب اُسسے اور کام سے ہی کام

اذا رأیتم من ولاتکم شیئا تکرھونہ فاکرھوا
اگر تم اپنے حاکمون سے کسی مکروہ چیز کو پاؤ تو اسکے
عمله ولا تنزعوا یدا من طاعته
عمل کو مکروہ سمجھو لیکن انکی اطاعت سے منھ نہ موڑو

اسلام بادشاہ کی اطاعت کو اپنے کام کے واسطے فرض جانتا ہی چنانچہ ذیل مین مذکور
ہوگا اور آیہ کریمہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم مین اولی الامر سے ابوہریرہ رض
اللہ اور رسول اور ان لوگون کی جو تم مین صاحب امر ہین اطاعت کرو
رضی اللہ عنہ کے نزدیک امرا و ولاۃ مراد ہین اسکے سوا خود رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم بادشاہ
کی اطاعت کرنے کے واسطے ارشاد فرماتے ہین اگرچہ وہ ظالم و حبشی کیون نہو قال لابی ذر اسمع
واطع ولو عبد حبشی کان راسه زبیبه اسی طرح انجیل رومیون باب ۱۳ مین حکام کی تابعداری
ابی ذر سے آپنے فرمایا کہ اطاعت کرو اگرچہ وہ غلام وحشی ہو
کے متعلق مرقوم ہی کہ ہر شخص حکام وقت کا تابعدار رہے کیونکہ کوئی حکومت ایسی نہین جو خدا کی طرف
سے نہو اور جو حکومتین موجود ہین وہ خدا کی طرف سے مقرر ہین پس جو کوئی حاکم کا سامنا کرتا ہی وہ
خدا کے انتظام کا مخالف ہی اور جو مخالف ہین وہ سزا پائینگے کیونکہ نکوکار کو حاکم سے خوف نہین
بلکہ بدکار کو ہی پس اگر تو حاکم سے نڈر رہنا چاہتا ہی تو نیکی کر وہ تیری تعریف کریگا کیونکہ تیری بہتری
کے لیے خدا کا خادم ہی لیکن اگر تو بدی کرے تو ڈر کیونکہ وہ تلوار بے فائدہ باندھے ہوئے نہین

بلکہ خدا کا خادم ہی اور اُسکے غضب کے موافق بدکار کو سزا دیتا ہی پس تابعدار رہنا نہ صرف غضب کے ڈر سے ضرور ہی بلکہ دل بھی یہی گواہی دیتا ہی تم اسی لیے خراج بھی دیتے ہو کہ وہ خدا کے خادم ہین اور اسی خاص کام مین ہمیشہ مشغول رہتے ہین سب کا حق ادا کرو جسکو خراج چاہیے خراج دو جسکو محصول چاہیے محصول جس سے ڈرنا چاہیے اُس سے ڈرو جسکی عزت کرنی چاہیے اُسکی عزت کرو،

تعظیم و توقیر سلطان کے متعلق کوئی ملت مخالف نہین چنانچہ نیک طینت ہنود کا مقولہ مندرجہ ذیل ہی جسمین بادشاہ شامل ہو سکتا ہی

जे तुज विद्या सांगे । जो रक्षी प्राण -
अन्न देऊन । जो भय संकट वारी । हे बापा समान तथे न्हत ऊन

بلکہ ظل اللہ کے معنے بیان کیے ہین یعنے خدا کا جمستکار اسمین ہی یہ ہندی نظم[1] ذیل کی عربی کے موافق ہی احق من جن لوگون

لا یستخف بحقوقھم ثلاثۃ العالم والسلطان والاخوان فان من استخف بالعالم اھلک دینہ ومن
کے حقوق مین کمی نہین ہوتی انمین سب سے زیادہ مستحق عالم اور سلطان اور بھائی ہین جس شخص نے عالم کو کم سمجھا اُسنے دین کو ہلاک کیا

استخف بالسلطان اھلک دنیاہ ومن استخف بالاخوان اھلک مروتہ
اور جسنے بادشاہ کو کم سمجھا اُسنے دنیا کو ہلاک کیا اور جسنے بھائی کو کم سمجھا اُسنے مروت کو ہلاک کیا

سئل سلمۃ بن یزید الجعفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی اللہ ارأیت ان قامت علینا امرأ
ایک مرتبہ سلمہ بن جعفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپنے دیکھا کہ امرا سے اتفاق مانگتے ہین اور ہمکو منع کرتے ہین تو آپنے

یسئلونا حقھم ویمنعونا حقنا فما تامرنا قال فاسمعوا واطیعوا فانما علیہم ما حملوا وعلیکم ما حملتم ١٢ مسلم
کہا کہ تم اطاعت اور فرمان برداری کرو انکا بار ان پر اور تمھارا بار تم پر

السلطان ظل اللہ فی الارض یاوی الیہ کل مظلوم من عبادہ اذا عدل کان لہ الاجر وعلی الرعیۃ
سلطان زمین مین اللہ کا سایہ ہی اسکا ہر مظلوم اسی بادشاہ کے پناہ کی غرض سے جاتا ہی اگر اسنے وہ عدل کیا تو اجر پاویگا

الشکر واذا جار کان علیہ الوزر وعلی الرعیۃ الصبر ١٢ بیہقی شعب الایمان اس ارشاد نے
اور رعیت کو شکر کرنا چاہیے اور اگر نا انصافی کریگا تو عذاب پائیگا اور رعیت کو صبر کرنا چاہیے،

ذاتی مطالبہ حق کا حق نہ رہنے دیا کہ حالت ظلم مین بھی فرمان برداری کا راستہ بتایا ہی البتہ ویسے سوال کا حق جیسا کہ مان باپ یا مالک سے باادب و نرمی و عاجزی کیا جاتا ہی باقی ہی جسے دعا کہتے ہین وہ بھی بالابد منہ مین، ورنہ سوال موجب مذلت ہی المسائل کدوح یکدح بہا الرجل وجہہ الا
سوال کرنے والا ایک کدوح ہی یعنی اسکا منہ چھلا ہوا ہی بنتا ہی اسکے منہ کو داغی

فی ما لا بد منہ جیسے تمادی میعاد مہر و قرض و دیگر حقوق، اوقاف اور مدد معاش نسلاً بعد نسلٍ کا
لیکن اُن امور مین تو ضروری ہین

قائم رکھنا، سود ورثہ، بیت المال سے لاوارث معذورون کو دیا جانا، اور اسکے جیسے باتون کے لیے شرع کے موافق قانون کرنے کے لیے معروضہ کرنا اور خاص کر جس مقدمہ مین کہ فریقین مسلمان ہون

[1] جو تجھے علم کی تعلیم دے جو تیری جان رزق دیکر بچاے جو تیرے خوف اور آفت کو دور کرے یہ تینون باپ برابر کے ہین اُس سے کم نہین ١٢

اُسکا فیصلہ پورا پورا شرع شریف کے موافق ہونا اور ایسے مقدمہ مین کہ ایک فریق مسلمان ہو اور فریق ثانی
دوسرے دین کا اگر متخاصمین ازروے مذہب مدعا مین مختلف ہون تو البتہ سرکار کو دقت ہوگی کہ کسی ایک
فریق کے مذہب کے موافق فیصلہ دینے سے دوسرے مذہب والے کا سراسر نقصان ہی تو کوئی بین بین قانون
سرکار کو کرنا چاہیے کہ متخاصمین فائدہ یا نقصان برابر اُٹھائین اور صرف موجودہ لحاظ سے ہی اس طرف
سرکار عادل کو متوجہ کرنا اور سوال کرنا مسلمانون کے لیے مالا بد منہ مین داخل ہی بلکہ ہر دین والے
کے لیے یہ بات مفید ہی اور کسی کو چون وچرا کی گنجایش نہین وہ کون ہی جو اپنے دین ومذہب کے
احکام کو بُرا جانتا ہوگا غرض کہ یہ سوال حفاظت حقوق اسلامی ہی اور حق بحق دار پہونچانا بادشاہ کا
کام ہی السلطان ظل اللہ یاوی الیہ کل مظلوم اور بادشاہ کے بغیر یہ بات ممکن نہین اور مذہب دینیات
ومعاملات کو نقصان سے بچانے کا بادشاہ ذمہ دار ہی بلکہ اسی کے موافق قانون کیا گیا ہی چنانچہ شاہ
جارج سوم کے قانون ۳۷ کے دفعہ (۱۷) مین بصراحت لکھا ہی کہ ہندوستان مین مسلمانون کے کل مقدمات
مین شرع محمدی کی پابندی ٹھیک ٹھیک بلا رورعایت کیجائے اور شریعت ویسے کامون مین از خود بجبر دخل
دینے کو منع کرتی ہی جو اُسکے متعلق نہین جیسے کانگریسی مطالبات، فوجی اخراجات اور فوجون کی کمی و
زیادتی صوبون کا الحاق وعدم الحاق اسلحہ کی اجازت وعدم اجازت وغیرہ حقوق ورسوم سلطنت
وتمدنی غیر شرعیہ مین کہ یون ہونا اور وون ہونا غرضکہ ایسے امور کے لیے ازروے قانون اسلام رعیت
کو حق حاصل نہین کہ بجبر دخل در معقولات دے اور بادشاہ حاکم کو مجبور کرے ہان اگر وہ مشورہ لینے
کی عزت سے جسے سرفرازی بخشے تو اور بات ہی جو وشاورھم فی الامر مین داخل ہی اور یہ کام بادشاہ
کا ہی ورنہ اُس تحکم کے موافق ہوگا جو مہمان میزبان پر کرتا ہی جو کہ درست نہین ہی مگر با جازت میزبان
اور یہ امر بادشاہ عادل کی خوبیون سے ہی کہ ہر قسم کے حاجات اور ضرورت مین رعایا کو سوالون کی اجازت
دے اور لائق پورا کرنے کے ہون تو پورا کرے واما السائل فلا تنھر بلکہ چھپ چھپ کر بادشاہون
نے فقیرون اور محتاجون کے لباس مین راتون کو پھر کر تکالیف کا علم حاصل کر کے اُسکو دفع کیا ہی کیون نہو یہ
کمال ظل الٰہی کی صفت کا ظہور ہی کہ حضرت جل عزتہ وقدرتہ ہر شب کا ثلث حصہ گزر جانے یا باقی رہنے

کے بعد آسمان دنیا پر نزول فرما کر فرماتا ہے انا الملک من ذا الذی یدعونی فاستجیب لہ من
ذا الذی یسألنی فاعطیتہ من ذا الذی یستغفرنی فاغفر لہ فلا یزال حتی یضیٔ الفجر اور بعض روایات
مین یون ہے فیقول ھل من سائل یعطی لہ ھل من داع یستجاب لہ ھل من مستغفر یغفر لہ بلکہ وارد ہے
من لم یسأل اللہ یغضب علیہ تو چاہیے کہ اُس خدمت کو نہایت امانت اور دیانت سے انجام دیا جاے
المستشار موتمن اور اس سرفرازی کا ممنون ہو اور خدمت کے انجام دینے کی منت نہ رکھے ؎

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی	منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

پس بادشاہ کی مثال باپ یا اُستاد یا طبیب کی ہے کہ بھلا چاہتے ہین ؎	بہ فرمان بران بر شہ دادگر

پدر وار خشم آورد بر پسر	گہے بیزند تا شود دردناک	گہے می کند آبش از دیدہ پاک
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم دست	لہذا اُنکے فعل پر نکتہ چینی کرنا

مریض و شاگرد و فرزند کو جو رعیت سے مراد ہین کسی حال مین زیبا نہین اگرچہ اغراض و مقاصد کو پا جانے

کے مدعی ہین مگر وہ عقل نابالغ یا بیمار یا عاجز ہے ؎	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش
رموز مملکت خویش خسروان دانند	جو اُسکے منع کو بُرا جانتے ہین وعسی ان تکرھوا

شیئا وھو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وھو شر لکم کے مصداق ہین جب یہ فرزند بڑے ہوتے ہین تو ماں باپ
کی روک ٹوک کی قدر معلوم کرتے ہین آخر وہی اپنی اولاد کے لیے اُسے دستور العمل بناتے ہین اسی طرح
چلا آیا اور چلا جاویگا مگر یہ بھی فطرتی بات ہے المرء حریص علی ما منع اسیر سے کہا جاتا ہے کہ ایک ماں
باپ کے فرزند اور صورت و سیرت مین مختلف **بیت** - نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نکرد - لیکن ہونہار سعید وہی ہے جو اپنے راعی اور مربی کے فرمان سے باہر نہین،
بادشاہ کی اہانت سے ممانعت کی گئی ہے کیونکہ موجب مذلت ہے من اھان سلطان اللہ فی
الارض اھانہ اللہ اسی پر ایک بادشاہ کا مقولہ ہے نحن الزمان فمن رفعناہ ارتفع ومن وضعنا اتضع
بادشاہ کے خلاف جانا تو درکنار اُسکے حق مین دعاے بد کرنے سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ
وسلم نے منع فرمایا ہے ان اللہ تعالی یقول انا اللہ لا الہ الا انا مالک الملوک وملک الملوک

قلوب الملوك فی یدی ان العباد اذا عصونی حولت قلوبهم بالسخطۃ والنقمۃ فسا موهم سوء العذاب فلا تشتغلوا انفسکم بالدعاء علیہم لکن اشتغلوا انفسکم بالذکر والتضرع کی اکفیکم بلکہ حاکم وقت کے لیے دعاے خیر کرنے کا حکم ہی فرض علیکم دعاء ان دعاء الایمان و دعاء السلطان

حکایت کردہ اند کہ در مجلس خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ذکر کردہ شد فساد سلطان پس گفت انچہ حق سبحانہ تعالی باصلاح می آرد بردستہاے ایشان بیشتر ازان ست کہ ایشان تباہ می گردانند اسیلیے محمد بن سیرین کا قول ہی کہ اگر مرا اعتقاد دعا مستجاب ست ہمہ دعاہا سلطان را کنم از بہر آنکہ ہر دعاے کہ مر خویشتن را کنم صلاح آن تنہا مرا باشد و ہر دعائیکہ سلطان را کنم صلاح آن عامہ را باشد

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہی حق علی الامام ان یحکم بما انزل اللہ ویؤدی الامانۃ فاذا فعل ذلک فحق علی الرعیۃ ان یسمعوا ویطیعوا

عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ مالم یومر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمعۃ ولا طاعۃ یعنی امر معصیت کو چھوڑ کر سب کامون مین خواہ وہ خوش آیندہ ہون یا ناپسند اطاعت لازمی ہی لاطاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف بھی وارد ہی ؎

بر پادشاہان ہیچگہ بیرون میا تیغی مکش	بکنند ظلمے گرچہ شان صد جبر بینی یا جبر
غزوے بکن با باغیان زیر علم سلطان خود	باغی چو بینی ست شد کسی ورا بکش تعجیل تر

یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہی ما حصل اس کا یہی ہی کہ جب ظلم کی حالت مین بھی شرع اطاعت حاکم کی طرف ہدایت کرتی ہی تو حالت عدل و انصاف مین کہ احکام دین احمدی بے ذکر بے آسانی سے اور علانیہ طور سے جس سلطنت مین ادا کیے جاتے ہون تو ایسی سلطنت و حکومت کی اطاعت عین مذہب کیون نہو گی فتنہ و فساد کو اسلام کسی طور سے جائز قرار دیتا ہی نہین قال اللہ تعالی ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا وادعوہ خوفا وطمعا ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین ان اللہ لا یحب الفساد - ولا تعثوا فی الارض مفسدین - الفتنۃ اشد من القتل بلکہ

ایماندار مسلمان بفحوائے لاتفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا ذلکم خیر لکم ان کنتم مومنین امن کی سخت قدر کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ قیصریہ سلطنت ہندیا اسکی جیسی دوسری مملکت جسمین شعار اسلام بغیر کسی روک ٹوک کے ادا ہوتے ہین دارحرب نہین ہے لاتصیر دار الاسلام دار الحرب الا بامور ثلثۃ باجراء احکام اھل الشرک وما یتصل بھا بدار الحرب و بان لایبقی فیھا مسلم و ذمی امنا بالامان الاول علی نفسہ دارالحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اھل الاسلام کجمعۃ و عید وان بقی فیھا کافر اصلی وان لم یتصل بدار الاسلام ۱۲ درمختار علامہ طحطاوی قولہ باجراء احکام اھل الشرک کے حاشیہ مین فرماتے ہین ای علی الاشتھار وان لایحکم فیھا بحکم اھل الاسلام وظاھرہ انہ لواجریت احکام المسلمین واحکام اھل الشرک لاتکون دار حرب ۱۲ تو ہندوستان اسوقت دارحرب بھی نہین ہے پس اپنے ایسے عادل حاکم ملک معظم اڈورڈ ہفتم دام اقبالہ سے جس کے برکات کا ثبوت ہوچکا ہے اور برابر لگاتار اُس کا فیضان پہونچ رہا ہے بیوفائی کسی صورت مین جائز نہین یہی نہین بلکہ جماعت کے دو ٹکڑے کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا و غادر اعظم غدرا من امیر عامۃ ۔ عن عرفجۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتٰکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم او یفرق جماعتکم فاقتلوہ چنانچہ اسی طرح ایک حکیم نے سیاست کے متعلق جواب مین کسی بادشاہ سے کہا ہے قتل کرنے مین جلدی نکر کہ بدن انسان کی خرابی اچھی نہین مگر تین شخصون کے قتل مین (۱) وہ جو تیرے ملک کی خرابی چاہے (۲) وہ جو تیرا مال چرائے (۳) وہ جو تیرا بھید ظاہر کرے

خاتمہ

دردل ہمہ آرزوے مشکل دارم	درجان ہمہ درد و رنج حاصل دارم
دلہاے ہمہ جہانیان خون گردد	گر شرح دہم من آن چہ دردل دارم

اب مین اپنی تحریر کو ایک مختصر نتیجہ خیز مضمون لکھنے کے بعد عاریۃً ختم کرونگا۔

واضح ہو کہ سرکار عظمت مدار کے بالاستقلال ہندوستان کے دوران حکومت کا زمانہ سابقہ سے مقابلہ کیا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئیگا بلکہ دیگر موجودہ سلاطین ممالک سے زیادہ

منتظم اور جفاکش ہماری سرکار عالی ثابت ہوگی طوائف الملوکی اور خانہ جنگیون سے ہندوستان میدان رزم بنا ہوا تھا اور اس پر بدامنی کی گھٹا چھائی ہوئی تھی اگرچہ اس امر کے اعتراف کرنے مین کسی کو کلام نہین کہ اسمین حکمران فرمان روا مدبر و منتظم ایسے بھی گذرے ہین کہ قابل تقلید و تعریف ہین یون تو کوئی سلطنت بموجب الانسان مرکب من الخطاء والنسیان عیب و نقص سے بری نہین رہ سکتی لیکن جہانتک زمانہ امن و آسائش سرکار عظمت مدار کے زیر نگرانی مدت دراز سے آرام پا رہا ہے اسکی نظیر مشکل سے ملیگی اور جیسے آزادی کے ساتھ ادیان و مذاہب کے احکام با وجود تضاد انجام پارہے ہین اپنی آپ نظیر ہے لہذا علی العموم باشندگان ہند پر فرض ہے کہ اسوقت کی تہ دل سے قدر کرین تعلیم و تربیت و اسباب رفاہ کے زیور سے سلطنت ہند مثل عروس آراستہ کی گئی ہے شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین ہین یہان مناسب جانتا ہون کہ والد مکرم چراغ برار کے دیباچہ جدید تاریخ ریاض الرحمن سے ملکہ معظمہ آنجہانی کی مدح و کارنامہ اجمالی کو تحریر کردون،

ملکہ معظمہ عالم پناہ خورشید کلاہ مظہر شعاشع لوارق مکنت و ابہت چراغ افروز شبستان ملک و دولت سریر آرائے حجلہ عفت و حشمت معرکہ پیرائے میدان سطوت و سالت نوشابہ تخت عدل و احسان بلقیس بیسے بذل و امتنان فرنگیس فرو ہوشنگ قدر دارا ہمال، نوشیروان خصال کہ جریان ینبوع داد دا انصافش غبار حیفت و اعتساف تہیج ستمرد ین افرو نشانده و توان منہل نصفت و عدالت ا وشواعل و لوا عج آتش ظلم و جور جائران را میرانده صرصر تطاول ظلم را یارائے نیست کہ بی حکم قہرمان او برکاہی از خرمن دہقانی تواند بود دیا پائے سیل جہیل از فرط مستی و چہرہ دستی مور ضعیف را بے سپر تواند نمود ——

وقد سکن العواصف فی زمانہا کلاتھا تزترب من مکان

ہر زلزلہ در عہد معدلتش ادعاے رستمی ست و ہر عصفوری را بزمانہ انصاف قرینش باجرہ و باز لاف ہمسری و لا یتہا چون قلوب آسودہ اطفال در کنف آغوش مادر مہربان بے غم و طرق عوام و غوام مانند فرق راست کردہ مخدرات زیر وقایہ عصمت فراہم کہ بانوی مبارک پی کہ جلوس میمنت مانوس او باحداث صدہا صنائع و بدائع کہ اصبع خامہ جادو بیان از احصاے آن قاصر ست عالمی را متقع

ومستفید ساختہ و از جہانے تکالیف شاقہ مرتفع گردانیدہ،

سزاوار دیہیم وکٹوریا	خداوند چتر و سریر و لوا
شہنشاہ اقلیم ہندوستان	زہے قیصر ہند جنت نشان
طرفدار فرزانہ نوشابہ رسالے	بہ تدبیر مردانہ کشند کشائے
جہان را بہ نیروے شاہنشہی	ز فرہنگ پر کرد و ز غم تہی
اگر شہ بظاہر ز نوع زن ست	بباطن چو مردان روئین تن ست
نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکسان نکرد
بہیبت ہر آن سو کہ لشکر کشد	ظفر پیش قدمی بسر آوردہ
چو خورشید اکلیل تابان او	ہلال ست غرز و درخشان او
چو آسائش خلق مطلوب اوست	رفاہیت ملک مرغوب اوست
ز مطمورۂ غیب شد جلوہ گر	صد اسباب آرام نوع بشر
ازان جملہ گردون دودی شمار	تنیدہ شدہ بہر اخبار تار
ز تاتار و انگلنڈ روم و چین	رساند خبر را بساعات چند
گر جملہ اسباب احصا کنم	نگرد دفترے دیگر املا کنم
نشد ہیچ فن از رہی سقت	در عہد او آمدہ این حرف
زہے یمن شاہ ہنر گسترست	کہ صنعت در آوان اکثرست

حاصل کلام نئی تہذیب کا دور دورہ ہوا ہر کس و ناکس اپنے حرفون اور کامون میں
ہو کر اعلی تعلیم پانے لگا اور انکی کھیپ پر کھیپ نکلنے لگی سرکار عظمت مدار کی دستگیری و امداد سے
اہل ہند معراج کمال کے قریب پہنچے لیکن اس سے بجائے فائدہ ملک ہند کو نقصان پہونچا
اور مربی رحم دل سرکار سے گستاخی کا ارادہ انمین سے بعض ناعاقبت اندیش لوگون نے کیا اور اُس
شاگرد رشید پہلوان کے موافق استاد سے ہمسری کا دعوی کیا جارہا ہی جسکا ذکر سعدی علیہ الرحمۃ نے

اپنی کتاب گلستان مین کیا ہی سچ ہی

کسی نیاموخت علم تیرازمن	کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

(نکتہ) علم وہنر کا ہر اک اہل ہی نہ ہر علم وہنر مفید ہوسکتا ہی حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا فرمودہ ہی کہ درخت بہت ہین گر سب پھل نہین لاتے پھل بہت ہین لیکن سب شیرین نہین ہوتے حضور اقدس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی ان لمن العلم جھلا۔ اعوذ باللہ من علم لا ینفع اور ہر طبیعت تعلیم وتربیت کے نیک اثر کو قبول کرنے کے لائق نہین ہے

شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسی	ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس

ایک بڑھیا کی بکری کو اُس بھیڑیے نے مار ڈالا جو اُسکے دودھ سے پلا تھا تو وہ کہتی ہی ہے

قتلت شویھتی وفجعت قلبی	وانت لشاتنا ابن ربیب
غذیت بدرھا ونشئت فیھا	فمن انباک ان اباک ذئب
اذا کانت الطباع طباع سوء	فلا ادب یفید ولا ادیب

ابیات

درین روزگار پر از من وداد	کہ از عہد نوشیروان داد یاد
شدہ ہندیان را ستارہ بلند	ہم از علم و وز لہجۂ انگلنڈ
خطاب ز رین یافتہ اہل دایم	درخشندہ چون مہر در زیر غیم
گروہے بہ انگلنڈ بشتافتند	ادب یافتہ روے بر تافتند
گروہے دگر از گزین ہندیان	کہ شرقی زبانند وغربی جنان
قدم بر قدم سوے لندن زدند	مہذب شدہ سوے موطن زدند
نمودند خوش طرز انگریز را	بکرسی نشستہ زدہ میز را
لباس دگر زیب اندام شان	نمایند از دور چون یکدشان
اگر کرد شان مغربے رنگ و بو	ولیکن ز طرف قدم تا گلو

دل شان شب و روز در پیچ و تاب   که بر رنگ رومی زند آفتاب

سر و مغز جوشان ز دستار تنگ   بسر کے توان زد کلاه فرنگ

کلاه فرنگی نیفزود جاه   قناعت نموده به دیگر کلاه

دگر دست از سفره بر داشتند   نشستند بر میز و نان خواستند

نهاده ڈبل نان و بسکٹ پنیر   بسر آهن و کاردش خورده گیر

چو فارغ نشستند با دوستان   نهادند از سر کلاه گران

چرٹ در دهن کرده و حرف زن   دما دم فگندند تف از دهن

نه آسوده گردند بے شیر و چا   چه در موسم صیف چه در شتا

نگارند در دستخط الف و جی   اگرچه ندانند اے بی و سی

به حکام وقت ست اصرار ها   که بر فرش با کفش ناید چرا

کسی را که ز انگلش بود بهره   برافروخت از کبر خود چهره

نگویند حرفے مگر در زبان   نفس واژگون راند وقت بیان

نشینند پا راست کرده زمین   چو استند چوبے بزیر سرین

ز ملک فرنگ و دیار عرب   ز ایران زمین و ز مصر و حلب

بسے مردم آمد بهندوستان   فگندند رخت اقامت در ان

بهند ار تشبه نمودی رواست   ولیکن ندیدم چنین حق گو است

مزن دم که این چیست ترتیب نو   همه روشنیهاے تهذیب نو

غرضکہ نئی تہذیب والے ہندوستانیون نے اپنا ظاہری روپ فتاح قوم کا بنالیا اور انہین سے بعض نے اتنی پونجی پر بس نکر کر فاتحون کے ملکی اصول کی نقل کی اور سوراج حاصل کرنے کی کوشش اور اُنکے مانند فاتح بننا چاہا اور یہ نہ جانا کہ انگلنڈ اور ہند مین از روے آبادی اقوام مختلف المذاہب وغیرہ زمین و آسمان کا فرق ہے اور یہ اسی وجہ سے ہمیشہ غیر ملکیون کا محکوم رہا ہے۔

چه خیزد ز تبدیل وضع و لباس — که بر وے نهادند هر زه اساس

نکو هست هر ملک را رسم او — ز یبد کسے را اگر اسم او

هر اقلیم را هست دیگر رواج — بهر ملک باشد دگر تخت و تاج

خور و پوش و گفت و طریق نشست — جداگانه باشد بملکے که هست

بهر خطه آب و هوائے دگر — بهر کشورے فکر و رائے دگر

تو گوئی که در روضهٔ از جنان — خیابان خیابان زده باغبان

یکے را شگفت آتشین لاله زار — دگر یافت از رنگ سوسن بهار

یکے نرگستان خوش ساز داد — دگر سنبلستان گرفته سواد

یکے را معطر ز ریحان دماغ — دگر زعفران ریخته باغ باغ

یکے را ز سرو و صنوبر سرور — دگر را ز سیب و بهی هست نور

بدین رستنیهای هر رنگ رنگ — که صحن چمن را گرفته به تنگ

ثبوتے مبرهن بود کاندران — نخواهد مگر گون بگون باغبان

وگرنه یکے بود اول پدر — که خوانند او را همه بو البشر

چرا اختلاف ست اصناف را — چگونه تفاوت شد اوصاف را

شنیدم که بودند در ملک شام — ز اولاد آدم علیه السلام

همه متفق چون یکے خاندان — بهم زندگی می نمودند شان

یکایک زبان هر یکے را دگر — شد از حکم خلاق جن و بشر

بحیرت فتادند کاندر خطاب — سوالے دگر بود و دیگر جواب

بناچار راهے گرفت هر یکے — که سود از تمدن نبود اندکے

یکے رو نهاده بسوے فرنگ — دگر را خوش آمد سوادے بزنگ

یکے را جبال عرب سازگار — دگر گرد میدان ایران شکار

یکے ہند را امن خود شمرد
دگر چین و تاتار را رہ سپرد

بہر ملک آباد شد ہر کسے
ز تخمش بزادند مردم بسے

برنگ و بطبع و بوضع و لباس
جداگانہ ہر قوم اندر قیاس

یکے قوم مانا بدیگر نبود
اگر آدم او جداگانہ بود

اگر خواستے کردگار جلیل
کہ باشند قومے بقومے عدیل

چہ مشکل فرا پیش او آمدی
کہ مثلے ز مثلے فرو آمدی

ز نقشے کہ نقاش قدرت ببست
نیارد کس آن نقش را بر شکست

پس ای بو الہوس باشد از ابلہی
کہ دل بر خلاف رضایش نہی

نہ این ست دانائی و بخردی
کہ تقلید قومی کنی از ردی

اگر مار چوبے کند شکل مار
نہ زہرش بدست و نہ مہرہ بکار

بسے فکر کردم درین بستہ راز
کہ وا گردد این عقدۂ جان گداز

درین باب دیگر نہ رانم نفس
کہ مر علتش حب جاہ ست بس

اصول ست فتاح قوم فرنگ
فروعش شمر فرقۂ این دو رنگ

بود فرع چندانکہ ماند باصل
کمالش ترقی پذیرد بوصل

ولیکن ندانند بیچارگان
کہ ہست این تصنع ہمہ رائگان

خروس ار بتاجے شود بادشاہ
نماند دگر قدر بہر ہما

دخان از بلندی شود کے فلک
درم کے رساند بقارون سمک

کجا شاہ شطرنج سلطان شود
کجا میر گنجیفہ حاکم بود

ز تصویر امید غنج و دلال
بہ نزد خردمند باشد وبال

حقیقت بود موجب امتیاز
نہ صورت کہ گرداندت بی نیاز

ز عزم و شجاعت ز تدبیر و ہوش
ز علم و فراست ز صبر و ز جوش

زہمدردے قوم حب وطن	زانصاف وغیرت زحلم ومحن
ہمہ زانچہ دارند اہل فرنگ	چہ آموختہ ہندی پاے لنگ
پس این شوراشوری ندارد نمک	کسے کو بود مرد اینک محک

باین ہمہ کل مملکت ہند کے توسن حکومت کی باگ انگریزی تعلیم یافتہ اہل ہند کے ہاتھ مین دی گئی ہو اگر یہ چاہتے تو ہندوستان ایسے ہی حفاظت ونگرانی اور طرز عمل سرکار عظمت مدار مین جو چلی آرہی ہو اور یہی صورت قائم رہتے ہوے مدینہ فاضلہ سے بڑھکر ہوجاتا اور دنیا کی آنکھ مین مثل پُتلی کے نظر آتا مگر یہ اُس صورت مین ہوتا کہ یہی انگریزی تعلیم یافتہ مہذب ہندی اپنے اغراض اور خود مطلبی اور آسایش کو اہل وطن پر فدا کرتے اور اپنے نفسانی خواہشون پر غالب آتے اور یہ اثر غیر تعلیم یافتہ لوگون مین موثر ہوتا لیکن سراپا اسکے خلاف سرزد ہو رہا ہو اور مہذب تعلیم یافتہ نئی روشنی والون سے تباہی کو ترقی ہو رہی ہو اور اندھیر ہو۔ متخاصمین مین صرف ایک حق پر ہوتا ہو مگر دونون کے مہذب مددگار ہوتے ہین اگرچہ متخاصمین کو خود اُنکی جہالت اور نفس تباہی اور ذلت کے گرڑھے مین گراتے ہین لیکن وہ مہذب مُصلح زمانہ اُس گرڑھے مین ڈھکیلنے مین کمی نہین کرتے اور اُن پر بربادی اور مفلسی کی مٹی ڈالتے ہین پھر وہ دبکر رہجاتے ہین اُن مجروحون اور مقتولان مہذبین کے اُنکے مطالبات کے جواب مین دو مقولے ہین ایک اُنھین سے

گرجان طلبی مضائقہ نیست	گرزر طلبی سخن درین ست	دوسرا جناب حق مین دعا ہی سے
گربس باشد ہمین دو دق شہادت خون بہاے من	دو عالم را جزای قاتل من دہ خداے من	

اُنھین کی اُجرت ومحافظت جائداد کے مطالبات مین جائدادین نیلام ہوتی دیکھی گئین اور مثل سے

چو از چنگال گرگم در ربودے	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودے

کا منظر دکھائی دیتا ہو (لطیفہ) اور یہی بھی تو ایسا ہو من قتل قتیلاً فلہ سلبہ

یہ مثال اسلیے لائی گئی ہو کہ اگر یہ منصب وکالت [جسنے قتل کیا کسی مقتول کو اسیکے لیے اسکا اسباب ہو] (پلیڈری) جو ایک نہایت مہذب اور موقر اور عمدہ درجہ ہو مخصوص اہل یورپ کے ساتھ ہوتا اور ہندوستانیون کو مطلق حصہ نہ دیا جاتا اور وہ ایسا کرتے جسکا اُن پر گلا شکوہ بھی نہ تھا تو پھر ہم ہندیون کی اُچھل کود لائق دید ہوتی اور کیسی کیسی بے تکی سُنائی جاتی

مقام غور ہی کہ اسمین مطلقا سرکار کا دخل نہین اور نہ کوئی قانونی اڑنگہ کا عذر ہی جو ملکیون کو فائدہ پہونچانے مین حائل ہو مگر ایک عالم ہی کہ ان مہذب و مصلح حکماے زمانہ کے زیر علاج زندہ در گور ہو رہا ہی یہ شعر غور طلب ہے

مردے کہ وجود او عدم باشد کو	یک دم کہ موافق قدم باشد کو	
از عشق بنام جملہ خورسند شدند	آن دل کہ درو نشان غم باشد کو	

دوسری مثال مینوسپلٹیون اور بورڈ مجسٹریٹ آنریری مجسٹریٹ و بنچ مجسٹر وانشالهم کی ہی جو انھین ہندیون کے سپرد ہی بلکہ جملہ محکمون کے کل پرزے اور اس ملکی مشین کے چلانے والے ہم ہی اہل ہند ہین محض متعدد نیک دل جفاکش مدبر یورپین حضرات کی البتہ نگرانی ہی لیکن اسحق صاحب ہمین ہندیون کی نگرانی میں ہندوستان ہی یورپین حکام کے حواس خمسہ ظاہری و باطنی و اعضا بھی اہل ہند ہین لیکن انھین عدالت پناہ نکتہ رس روشن خیال حضرات کا کام ہی جو ہندیون کے دست برد سے حتی الامکان بچتے ہین ہان تو اگر سرکار کی قوی قوت اُنسے ذرا علحدہ ہو تو ابھی عمدہ موجودہ انتظام درہم برہم ہو جاے اور شیرازہ نظم و نسق بکھ جاے ہندی غرضمندون اور اہل معاملہ کو کیا کیا اور کیسی کیسی دقتین انھین ہندی کارپردازون سے پیش آتی ہین مخفی نہین از اینست کہ بر این است پھر مطالبہ سوراج یا لوکل سلف گورنمنٹ کونسی منہ اور کس برتے پر

تو کار زمین را نکو ساختے	کہ با آسمان نیز پرداختے	

ہندیون نے ہندوستان کو کیا فائدہ پہونچایا کچھ بھی نہین۔

رہے تجاران و رعایاے ہند انکے اور کارنامون کو دریا برد سمجھو صرف ان دو باتون کو بطور گواہ و شہادت کے لوکہ گواہ ایک ہی فعل و جرم کے اثبات اور نفی کے عدالت کے سامنے رہتے اور دونون کے حلف پر اظہار ہوتے ہین اور اجتماع ضدین ثابت کر دکھاتے ہین دوسری مورس شکر کے معاملہ کو دیکھو کہ یہی بنارسی بنکر فروخت ہو رہی ہی اور قیمت بھی بنارسی شکر کی بلکہ قند سیاہ مورس کا تیار ہو کر فروخت کیا جا رہا ہی اور ایک کا ڈیڑھ پیسہ لیا جا رہا ہی و قس علی ہذا غیرویس یہ ملک سیاہ کیون ایسی روشنی سے منور ہوگا ہم اہل ہند کو چاہیے کہ اپنے کارنامون اور کارگزاریون کو ذرا میدان مین لائین اور روزمرہ کی کارروائیون پر غور کرین

شعر

عیب چینی غیر کی کرتا ہی امجد ہر کوئی	حیف اپنے عیب پر مطلق نظر ہوتی نہین

ہم بڑے شوق سے سلطنت کے باریک عیوب بتانے پر تیار ہین لیکن ہماری آنکھ کا شہتیر ہمین نظر نہین آتا افسوس
مین یقین کے ساتھ کہتا ہون کہ درحقیقت قانون کی غرض و غایت نہایت عمدہ اور نیک نیتی
پر مبنی ہی اور جرائم کو روکنے کے لیے وضع کیا جاتا ہی مگر خود غرض کے واسطے وہ کمائی کا آلہ ہوتا ہی نعوذ
باللہ من شرور انفسنا (خدا سے پناہ مانگتے ہین اپنے نفسون کی برائیون سے) ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔

ہندوستان کے ہر تعلیم یافتہ مہذب اور دولتمند انسان کا فرض ہی کہ اپنی غرض کو ہمدردی بنی نوع
و اہل وطن اور ہر کسی مفلس محتاج کی غرض اور ضرورت پر قربان کرے اور جہانتک ممکن ہو اُس کا کام اپنا
کام اسکی ضرورت و حاجت اپنی ضرورت اُسکا فائدہ اپنا فائدہ اپنا مال اُسکا مال جانے جب تک اسپر عمل درآمد
نہوگا کچھ نہوگا اور جب ایسا ہوگا سرکار سے مطالبہ حقوق کی بالکل حاجت نرہیگی کیونکہ سرکار عظمت مدار نے
خود اول سے کل تمہارے ہاتھ مین دے رکھا ہی ع جدھر دیکھتا ہون اُدھر تو ہی تو ہی + دیوانی فوجداری
مالی اختیارات کیا ہندیون کو نہین ہین، کیا یہ بڑی بڑی جائدادون کے فیصلہ نہین کیا کرتے کیا ہم ہندی
اپنی حکومت کے نشہ مین چور اور دولت علم کی دھن مین مغرور نہین رہتے کہ کھوئے گئے اور تعلیم پاکے
اور اہل احتیاج مظلومون کے ساتھ بے پروائی نہین کرتے اسکا جواب اثبات کے سوا اور کیا ہو سکتا
ہی خیر کچھ ہی ہو جو جیسا کریگا ویسا پاویگا جیسی کرنی ویسی بھرنی لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ (نہین اُٹھائے گا کوئی دوسرے کا بوجھ)

گندم از گندم بروید جو زجو	از مکافات عمل غافل مشو

پند سودمند للہ درہ

بیا انچہ سودت دہد یاد گیر	بگویم اگر آیدت دلپذیر
دلا باش در کار دین مستقیم	مگرد از خدا در رہ مستقیم
بجا آر احکام حق را بجان	کہ تا بر روانت شود مہربان
عبادات حق را بوقتش گزار	کہ فردا نگردی از و شرمسار
مگر فرصت از کار سرکار نیست	کہ او را بمذہب سروکار نیست

تغافل ز احکام دین نیست خوش
بود کار را پیش بارش بکش

کسی کو خطا کرد در کار دین
نیابد صوابش بدنیا یقین

تواضع بیاموز و علم و هنر
تجارت فرا گیر در بحر و بر

بسیر و سیاحت جگر بخته کن
ز همدردی ملک میران سخن

بحب وطن کوش تا دیگران
ز کار تو گیرند نفع گران

بنا کن ز هر صنعتی کارگاه
که گیرد از و نور ملک سیاه

باصلاح قوم انجمنها بساز
که شوری بود در حقش برگ و ساز

ز فعل عبث خاطر آزاد کن
ز بغض و حسد برهمی یاد کن

بده در همه تربیت را علاج
گزین به تنزل ندارد علاج

مدد کن به تعلیم قانون ملک
که تا وارهد قوم از ذل و هلک

هواگیر باشند کاشانها
عفونت بود دور از خانها

صفائی و پاکیزگی در لباس
که تا از مرضها نباشد هراس

ریاضت بود عادت صبح و شام
فراغ دل از کاهلی در تمام

شراب و دگر نشها ترک کن
که بر می کند عمر از بیخ دین

مده تن بخواب گران روز و شب
ز بیداری فکر دل در طلب

خصوصًا ز شب بهرهٔ آخرین
کن آباد ز اندیشهای گزین

بیا انجمنهای تهذیب ملک
مددگار شان باش در زیب ملک

قناعت مکن حرف اسپیچ را
گر و منفعت نیست مر هیچ را

عمل کن عمل تا که سودش بری
وگرنه چه خیزد ز طبل تهی

دو چیزست سرمایه کارها
که گردد سبک زان همه بارها

یکی دولت است و دوم عقل تیز
ز مجلس که خالی بود زان گریز

رفاسہے کہ عام ست آن پیشہ کن	زہرخود غرض مردم اندیشہ کن
مزن دم دران کز بغاوت بود	مرو رہ کہ حاصل شقاوت بود
بوا ماندگان رزق وراحت رسان	بچشم حقارت منگر کاہلان
مکن فخر بر خاندان ونسب	کہ انسان بود بے عمل چون حطب
ز مذہب منہ نیک وبد درمیان	کہ وحشت پدید آورد بے گمان
تعصب ثمر می دہد از نفاق	ز مجلس برون می کند اتفاق

الحمد للہ مسلمانان ہند اپنے خدا ورسول کے فرمان پر سر رکھے ہوے ہین اور حاکم وقت کی اطاعت

لازم جانتے ہین اور بموجب فرمان حق ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاری ذلک
اور مسلمانون کی ساتھ دوستی کے اعتبار سے سب لوگون مین انکو قریب تر پاؤ گے جو کہتے ہین ہم نصاری ہین مسلمانون

بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون موجودہ اہل حکومت کو اہل کتاب ہونے
کیطرف انصار کا) یہ دمیلان اس سبب سے ہے کہ انمین علما اور مشائخ ہین اور دنیز یہ کہ یہ لوگ تکبر نہین کرتے

کے علاوہ اہل مودۃ پاتے ہین جن کا شریعت کے موافق طعام مزکی) اور حلال حلال اور اہل کتاب

نیک بی بی سے مناکحت درست ہے قال اللہ تعالی وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم
آج تمام پاکیزہ چیزین تمھارے لیے حلال کردی گئین اور اہل کتاب کا کھانا دشرطیکہ ذبح ہو

والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن
یہان بھی اسواسطے تمھارے لیے حلال ہے اور تمھارا کھانا انکے لیے حلال ہے اور مسلمان بیاہتا اور جن لوگون کو تم سے پہلے کتاب دیجا چکی انمین کی بھی بیاہتا

ہماری حفظ وامن کی ذمہ دار موجودہ سلطنت ہے ہمکو اسکی فرمان برداری ضرور ہے اور ہمارے

بزرگ اور پیشواؤن کا یہی طریقہ ہے۔

چنانچہ لکھا ہے کہ شاہان سلجوقیان سے ایک بادشاہ عظیم الشان بنام ملک شاہ تھا۔ ۲۹۔ ماہ

رمضان المبارک کو قصبہ نشاپور مین اُسکے حاشیہ نشین بعد غروب آفتاب ہلال دیکھنے مین مصروف ہوے

غلبۂ خیال سے پارۂ ابر ہلال معلوم ہوا انکو یقین ہو گیا کہ یہ ہلال ہے آخر مقربان سلطانی نے مقدمات

شرعیہ وشرائط دینیہ کی رعایت نکر کر بادشاہ سے عرض کردی کہ ہلال عید دکھا گیا اور بادشاہ کو اس

بات پر آمادہ کردیا کہ منادی کردیجائے کہ کل عید ہے آخر حسب الحکم منادی کردی گئی اُسوقت امام الحرمین

ابو المعالی عبد الملک رحمہ اللہ زیب دہ مسند فتوی واجتہاد تھے اور یہ بزرگ امام شافعی مطلبی کے

قریب کے رشتہ دار اور امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی کے اُستاد تھے جب یہ خبر ان کو ملی آپنے منادی

کرا دی کہ ابوالمعالی کہتا ہی کہ کل ماہ رمضان المبارک ہی جو میرے فتوے پر عمل کرتا ہی چاہیے کہ وہ روزہ
رکھے یہ خبر بادشاہ کی خدمت مین بصورت قبیح پہونچائی گئی کہ بادشاہ سے ابوالمعالی مخالفت رکھتا ہی اور
سب اُسکے معتقد ہین اسلیے بادشاہ کے حکم کا کچھ اثر نہوگا جس سے بادشاہ کی شان جلال کا اندازہ ہوسکتا
ہی اس بات سے ملک شاہ سخت برہم ہوا لیکن تھا نیک نہاد صحیح الاعتقاد اہل علم کی قدر و حرمت اپنے
اوپر فرض جانتا اور امام الحرمین کی علو شان سے بھی خبر تھی اپنے خواص سے کہا کہ جاو امام کو لطف و
ادب میرے پاس لاؤ عرض کیا گیا کہ نافرمانی کی وجہ سے بحرمت لانے کی کیا ضرورت بادشاہ نے کہا
جبتک ہم اُسکے مُنھ سے نہ سنین گے محض ایک چیز پر ایسے بزرگ کی بے حرمتی نہین کرسکتے غرض
جب امام الحرمین کو بذریعہ خاصان ملک شاہ طلبی کا پیام پہونچا امام الحرمین اُسی وقت اپنے شب خواب
کپڑے پہنے ہوئے تھے اُٹھ کھڑے ہوئے اور نعلین پہنکر بارگاہ سلطانی مین پہونچے دربانون نے یون
عرض کیا کہ امام نے اس ہی مخالفت پر قناعت نکر کر حرمت مجلس شاہی کی بھی رعایت نہ کی معمولی خانگی
لباس پہنکر آگیا ہی اس سے بادشاہ اور زیادہ برہم ہوا جلتے پر تیل پڑا تاہم امام کی بزرگی کا لحاظ کرتے ہوئے
داروغہ دیوان خانہ کو بھیجا کہ اس طور سے آپ کیسے آئے ہین آپ جانتے ہین کہ سلاطین کے سامنے ایسے
شعار سے جانا ترک ادب ہی امام نے بآواز بلند کہا کہ اے بادشاہ بسلطان کو چاہیے کہ بات کا جواب خود سنے
دوسرے سے اُسکی ادائی نہین ہوسکتی پھر بادشاہ نے اُنھین اپنے سامنے بلوایا امام نے کہا کہ اے بادشاہ
مین انھین کپڑون سے نماز پڑھتا ہون جو درست ہوتی ہی اور وہ جامہ کہ خداے تعالی شانہ ملک الملوک
کے حضور اور خدمت مین پہن سکتے ہین بادشاہ کی خدمت مین بھی چاہیے ہان عادت کے خلاف ہی کہ بادشاہ
کے سامنے ایسے لباس سے نہ جانا چاہیے اسلیے مین چاہتا تھا کہ اس ادب کی رعایت کرون اور اچھا
درباری لباس اور موزہ پہنون لیکن جسوقت فرمان والا پہونچا اسی لباس مین بیٹھا ہوا تھا ویسا ہی اُٹھ کھڑا
ہوا مین نے اس بات کا خوف کیا کہ مبادا کپڑے بدلنے مین دیر واقع ہو اور اس دیری کے سبب سے
کرنا کا تبعو میرا نام کہین باغیون اور مخالفان بادشاہ کے دفتر مین نہ لکھ مارین اگر ایک تہ بند زیر جامہ
ہوتا ویسا ہی حاضر ہو جاتا اور فوری اطاعت امر سلطانی بجالانے کی فضیلت سے محروم نہ رہتا

بادشاہ نے کہا جب اطاعت بادشاہ کو ایسا واجب جانا جاتا ہی تو پھر کس لیے ہمارے خلاف منادی دلائی گئی امام نے کہا کہ فتویٰ اور دین کے کامون کے سوا دیگر امور مین فرمان شاہی کی اطاعت ہمپر واجب ہی فتویٰ اور امور دینیہ مین بادشاہ پر واجب ہی کہ ہمسے پوچھے امور دنیاوی مین علما بادشاہ کے تابع ہین اور امور دین مین بادشاہ علما کے مطیع روزہ رکھنے اور عید کرنے کا تعلق بادشاہ سے نہین بلکہ فتوے سے ہی اس بات کے سننے سے بادشاہ کا غصہ رضامندی کے ساتھ بدل گیا اور امام کو اپنے الطاف خاص سے مخصوص کیا اسلامی اخلاقی کتابون اور میرے بزرگون سے علی العموم مجھکو سلاطین وحکام سے معاشرت کرنے کا طریقہ جو ملا ہی بغرض عمل ہدیۂ ناظرین کیا جاتا ہی،

(۱) بادشاہ کو ظل اللہ جانین،

(۲) قرب سلاطین وحکام نہ چاہنا۔

(۳) تہ دل سے اُن کی محبت کرنا بلکہ

(۴) اُن کی تعریف وتوصیف مین سچے دل سے رطب اللسان رہین۔

(۵) اپنے ہات پاؤن اعضا کو اُنکی اطاعت وخدمت مین لڑائین۔

(۶) اُن کے اوامر ونواہی بجالانے مین اگر خلاف حکم الٰہی نہون حتی المقدور کوشش کرین۔

(۷) اُنکے حقوق ورسوم مثل خراج وغیرہ رضامندی کے ساتھ ادا کیے جائین اور کسی قسم سے اس بات مین دل کو منقبض نکرین۔

(۸) اُنکی تعظیم وبزرگی کرنے مین ظاہراً وباطناً کوئی دقیقہ اُٹھا نرکھین۔

(۹) وقت ضرورت اپنا جان ومال ان پر فدا کرین کہ دین ودنیا گھربار اور اولاد کی حفاظت انھین کے وجود عالی سے مربوط ہی بلکہ ہماری قسمتین حضرت مالک الملک جل جلالہ نے انکے ہاتھ مین دی ہین۔

(۱۰) ان سے جب کبھی ہمکلام کرنے یا معروضہ کرنے کا شرف حاصل ہو تو پہلے دعائے خیر ترقی عمر واقبال سے شروع کیا جائے۔

(۱۱) اگر ان سے کوئی غلطی ہوجائے تو نہایت نرمی اور حسن ادب اور نصیحت جمیل سے

اُسکا اظہار کیا جائے موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو وہ بھی فرعون کے واسطے حضرت حق رب العزت
کا ارشاد فقولا لہ قولا لینا اسی بات کی ہدایت کرتا ہی۔

(پس کہو اُس سے نرمی کے ساتھ)

(۱۲) ان سے ہر حال مین خائف رہنا چاہیے اپنی بے جرمی اور صفائی پر بھروسا نکرین
انکی مثل شیر یا آگ یا دریا کی ہی۔

(۱۳) باوجود محبت انکا قرب حاصل نہ کیا جائے اس محبت کے لیے بعد بہتر ہی۔

(۱۴) ان کے جان ومال کی ہر طرح سے حفاظت کرنا۔

(۱۵) ان سے جتنا قرب ہو اور وہ جتنا نزدیک ہونے کا شرف عطا کرین اتنی اُنکی تعظیم
وتوقیر وادب زیادہ کرین اور مخوف رہین۔

معزز ناظرین اس تحریر نے عقلا پر اپنی غرض ومدعا کو کہ بادشاہ اور رعیت کے تعلق اور اُن کے
نسبت حقوق وتعلقات کیا ہین کہین ضمناً کہین صریحاً بوجہ احسن وموعظ حسنہ ظاہر کردیا اور اپنے فرض سے
فراغ حاصل کیا بہ تقاضاے بشریت مجھ ناچیز حقیر سے سہو ونسیان وغلطی کا ہونا کوئی نادر بات نہین ع
کہ نو پرد ازم وشاخ بلندی آشیان دارم   مگر اسکا قبول کرنا بھی شیوۂ انسانی ہی بموجب
العذر عند کرام الناس مقبول خطاپوشی کو کام مین لائین گے اور فقیر کی جسارت سے درگزر کرین گے
(عذر اچھے لوگون کے پاس مقبول ہوتا ہی)
کہ اسنے صرف اقتباس سے کام لیا ہی اسلیے گزارش ہی کہ فانظر الی ما قال ولا تنظر الی من قال
(پس دیکھو اس قول کی طرف جو کہا ہی نہ اس شخص کی طرف جسنے کہا)
کو مد نظر رکھین کیونکہ اگر کوئی ناسمجھ لڑکا آسمانی کتاب یا حکما کے مقولے عقلا کے سامنے پڑھے یا انھین
سنائے تو کیا محض اسلیے کہ ایک لڑکے کے مُنھ سے نکل رہے ہین سننے اور عمل کرنے کے لائق نہون گے؟
اب میرے ذمہ ایک حق باقی ہی جسکا ادا کرنا لازم ہے ع بر خلائق واجب و بر بندہ عظمت فرض عین
یعنے عدالت پناہ کسری سپاہ دادرد دادار احشم سکندر رجاہ فریدون خدم حافظ ادیان وملل حارث اب ونحل

سلہ وہ ذیل کی کتابین ہین جنمین سے اسکے لیے مضامین لیے گئے کلام مجید، مسلم وبخاری، مشکوۃ، زبدۃ الاخبار، تفسیر کبیر، تفسیر احمدیہ، تفسیر حسینی
تفسیر اسرار الفاتحہ، احیاء العلوم، کیمیاء سعادت، مرصاد العباد، مبدء ومعاد، گنج راز، بحر مواج، شرح آداب المریدین، زاد المعاد، معارج النبوۃ، شرح عقائد نسفی، تمہید ابو شکور
سالمی، فقہ اکبر، مثنوی مولانا روم، مکتوبات مرزا جان جانان شہید، نزہۃ الارواح، نور مطلق، المقامات، ہدایہ، فتح القدیر، در مختار، طحطاوی، حاشیہ مراقی الفلاح، جامع الرموز
فتاوی عبدالحی، شرح وقایہ، کنز الدقائق، مقدمہ ابن خلدون، اخلاق جلالی، اخلاق ناصری، اخلاق محسنی، انوار سہیلی، ریاض الرحمن، گلستان، بوستان
الزار التہذیب، حقیقۃ الاسلام، کتاب مقدس یعنی انجیل، زلیخا، مستطرف لکل فن مستظرف، تاریخ تحفہ ؟

دافع تکالیف ودیعت رحمانی رافع رایات نصفت فی الحقیقت ظل سبحانی واسطہ طلوع انوار امن و امان وسیلہ وفور آثار عدل واحسان قہرمان اعظم اڈورد ہفتم لازالت عظمتہ بنواصی الثواقب آخذۃ وادوامر عدلہ ورافتہ فی اقطار المشارق والمغارب نافذۃ کی اطاعت مین کچھ لکھون اور دعا دون ؎

از دست گدائے بے نوا ناید ہیچ	جز آنکہ بصدق دعائے بکند

چنانچہ بزرگان گفتہ اند کہ ہمہ کس را باید کہ لشکر پادشاہ عادل باشند تا داخل باغیان نباشند واگر خدمت صوری از ایشان نیاید بدعا وہمت امداد نمایند تا در شمار لشکریان او باشند مثنوی

اطاعت بکن مر اولے الامر را	نگہدار جان ومتاع ورا
بصدق دل اندر رضایش بکوش	حق خدمتش را ادا کن بہوش
خدا خلق خود را بدستش سپرد	بجان باید حکم او را ابرد
خصوصًا مر آن قیصر ہند را	کہ فرمان روا ایست انگلنڈ را
بدوران عدلش نیامد گزند	دل دشمنان سوگوار و نژند
رہ امن کردید ہر سوے باز	در ظلم کردند بر رو فراز
رعیت ز تعلیم او بہرہ ور	چو فرزند در تربیت از پدر
تجارت گرفت از وجودش کمال	کمالے کہ در وے نیامد زوال
رہانید از آفت قحط عام	گروہا گروہ از خلائق تمام
کس این رسم و ترتیب و آئین ندید	فریدون با آن شکوہ این ندید
چنان سایہ گسترد بر عالمی	کہ رنجے ندیدند ازو رستمی
بعہد تو می بینم آرام خلق	گزین بہ ندیدہ سرانجام خلق
بر و شکر او کن کہ شکرش حق ست	پئے مذہب آزادی مطلق ست
زبان آورے کاندرین امن وداد	سیاست نگوید زبانش مباد
بہر وقت باشی ہوا خواہ او	ترقی طلب از پئے جاہ او

جهانت بکام و فلک یار باد ‏ ‏ جهان آفرینت نگهدار باد

اللهم سلمه وانصره لتاسیس قوانین الرفاهیة وایده لتائید احکام الشرعیة واجعله رحیما
اے اللہ انکو سلامت رکھو اور انکی مدد کیجیو مضبوط کرنے بین قوانین عامہ کے اور انکی مدد کیجیو واسطے مدد کرنے احکام شرع کے اور کر دیجیو انکو مہربانی کرنے والا
علی العلماء والفقراء والصلحاء والرعیة اللهم وفقه لما تحب وترضی واجعل آخرته خیرا من الاولی ربنا
علما اور فقرا اور صلحا اور رعیت پر اے اللہ توفیق دیجیو ایسی چیزون کی جو تجکو پسند ہوان اور جس سے تو راضی ہو اور انکی آخرت بہتر کر دے اے اللہ
امن بلاده من الامراض والبلاء والفساد والبغی والطغیان واهد اعداءه وحساده الی طاعته یا عزیز یا سلطان
انکا شہر محفوظ رکھیو بیماریون اور بلا اور فساد اور بغاوت اور سرکشی سے اور ہدایت کر دے انکے دشمنون اور بدخواہون کو انکی فرمان برداری کی طرف

غم از گردش روزگارش مباد ‏ ‏ وز اندیشه بر دل غبارش مباد
دل و کشورت جمع و معمور باد ‏ ‏ ز ملکت پراگندگی دور باد
همینت بس از کردگار مجید ‏ ‏ که توفیق خیرت بود بر فرید

المؤلفه

ببین که دارای جهان با اسم آن ‏ ‏ داد سهم داد چون موسوم آن
آنکه دارد داد و دل فرق و بیست ‏ ‏ باش در پا هم سرش حلق و لیست
نام والایش بدان از داد و در ‏ ‏ دال اول آر آخر بهر هنر
هست در اسمش عیان هم داوری ‏ ‏ دال ثانی دال شد بر برتری
دال هندی از پی هندوستان ‏ ‏ دال بر امن و امانش بیگمان
وان مثلث شکل را دان نقطه ها ‏ ‏ یا که در شکل عروسی ست لمعه
این چنین وسعت گرفته ملک او ‏ ‏ کیست آن کو نیست اندر سلک او
این مثلث با ثلاث راست شد ‏ ‏ بهر این تقدیر واحد خواست شد
مرد جهل و هفت در تائید او ‏ ‏ هم خبر داده شد از تقلید او
لفظ هفتم هم خبر زان می دهد ‏ ‏ هفت کشور زیر حکمش می شود
شش جهت از عدل او شد بهره ور ‏ ‏ هان کشاده بر رخ ماه هشت در
هفت جو ان نیز دش کم از یک هفت شد ‏ ‏ ملک او با هفت و نه هم جفت شد
دارد اراے جهان آباد و شاد ‏ ‏ جمله محکومان ز حکمش فی البلاد

چهار

برصراط مستقیم او را بران — دائما گیریم از و نفع گران

خوش نظامِ ملکها در دست اوست — دارد ائم با نظام الملک دوست

هفت و سادس نسبتے دارد بهین — هم چه آصف با سلیمان مهین

یعنی محبوب علی شاه دکن — سایهٔ حق لطف رب ذوالمنن

در هوا خواهی او با جان و دل — روز و شب طوعًا بماند مشتغل

دولت او رعب گنگ اڈ ور دهست — گل چه دراڈ ورد و بود ر در دهست

شش میان هفت باشد دائما — چون ضروری سته دانی ای فتا

گرچه شاهان عضو و جسم قیصر اند — آصف ما در همه ها برتر اند

حرف ثالث عین سادس را دلیل — قلب شد در سم جاے آن خلیل

خیرخواه و قوتِ بازوست آن — یار دل بند و جوان بخت و جوان

دست بے کف بجز انگشتها — کے تواند کرد کار رستا

ضُعفِ جزم ضَعفِ کل را شد سبب — قوة کل از قواے جز طلب

هست شاهنشاه عالی مثل جنس — کز مطیعش نوع شه شد فخر انس

پس بہ عظمت شاه را باید بداشت — رتبهٔ شاهنشهی او کرد راست

یا الٰهی تا که باشد مهر و ماه — خوش بماند شاه تختِ شاه شاه

خوش رساند مهر شاهنشه ضیا — هم چو مه محبوب ما را دائما

هر یکے بیند تسلسل هفت دور — نور عدلش شو یدا ز رخ گرد جور

ف ۱ راجگان گر عضو و جسم قیصر اند

ف ۲ حرف ثالث لفظ عضو حرف عین سادس لفظ قیصر را دلیل

اللهم اصلحنا واصلح فساد اقوالنا واصلح فساد افعالنا واصلح فساد قلوبنا واصلح فساد صدورنا

اے اللہ صلاحیت کر دے ہماری اور ہمارے برے اقوال اور برے افعال کی اور درست کیجیو ہمارے

واصلح فساد ولات امورنا واصلح فساد بیننا وبینک یا مصلح یا مصلح الصالحین

دلوں اور سینوں کی خرابیوں کو اور پچھلے کاموں کی خرابیوں کو اور ہمارے تمہارے درمیان اے درست کرنے والے

یا خیر الناصرین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

اللہ اے بہتر درست کرنے والوں میں سے اے بہتر بہتر مدد کرنے والوں میں سے

تقریظ مع مادہ تاریخ از نتیجہ فکر ماہر نکات سیاسی واقف رموز حق شناسی عالی گہر منشی سید مظہر حسین صاحب خطیب برادر عمزاد مصنف و مترجم سشن کورٹ شرقی برار المتخلص بہ مظہر سلمہما اللہ الاکبر

سد الحمد مالک قیوم
نعت ہی بہر راکب خیر روم

ہی صلائے کتاب فیض رسان
جو ہوئی بہر ہندیان مرقوم

اسد اسد یہ وہ نسخہ ہی
ملک مین جسکی مچ گئی ہی دھوم

یعنے عظمت حسین صاحب نے
اہل اسلام کے جو ہین مخدوم

رکن شہر و مجسٹریٹ و خطیب
قاضی شش محال و بحر علوم

اس پر آشوب دہر مین نسخہ
لکھدیا بہر حاکم و محکوم

کہ حقوق و فرائض ہر دو
جس سے ہووین عوام پر مفہوم

گر ہو ضد تو نہو کوئی قائل
چاہے بنے بہی سکے لیوے زقوم

پائیگا وہ خسارہ دنیا مین
آخرت مین بھی ہوئیگا مغموم

شورش انگیز میگزین اخبار
مثل حشرات کر رہے تھے ہجوم

عاقل ان پر کبھی نہ تھے عامل
یاد کر قول سعدی مرحوم

کس نیاید بزیر سایۂ بوم
ور ہما از جہان شود معدوم

ایسی ہی صلح کل رسالون کی
قدر ہوگی ز ہند تا خرطوم

خالصًا شوق سے اسے لیگا
انشاء اللہ ہر سخی اور سوم

پہنچے یہ شملہ اور لندن تک
کالے اور گورے اسکو لیوین چوم

ہون منور ز شمع ایلچ پور
مصر و ایران عرب و کابل روم

سلہ نام مرکب رسول کریم کہ در معراج بود ۱۲

یعنی اغوائے شاطرون سے کبھی
ان کے انداز ہین عیان ہم پر
پھر کیون لے ڈسا ہوا ان کا
انتہا اور اعتدال پسند
دانت کھانے کے اور دکھانے کے
کیون نہو وصف حضرت انسان
ہند پر غیر قوم حاکم ہو
اے می سودیشی کے متوالو
پڑھو تاریخ اور کچھ سوچو
جیسا شیطان بذبح اسمعیل
تھا یہی حال ہند اور اب بھی
اپنے ہی یہ تمام ہین کرتوت
بورڈ- مینوسپلٹیان دیکھو
اختیارات گر ملین اعلے
بنے مصنوعی رستم دوران
ہے نظر اپنی دال روٹی پر
فرش پر غیر آنہین سکتے
اُنکے سایہ سے ہوتی ہین ناپاک
مدرسون اور دفترون مین دکھ
دیکھو آپس ہی مین یہ نفرت ہے
وائے براین حیات دو روزہ

رہرو مستقیم ہو نہ کظوم (بازاستادن)
ہمکو اُن کے کرشمہ ہین معلوم
کیون جیسے کانگریس کا سموم
اور کوئی جو ایسے ہووین عکوم
وہ جدی کیسے رکھتے ہین منظوم
صاف قرآن مین ہے جہول و ظلوم
یہی قسام سے ہوا مقسوم
تم یہ ہے فکر زرگری کا ہجوم
ہو گا ظاہر وہی جو تھا مکتوم
دل سے کو شان تھا کسطرح مرجوم
آہ چاقو ہے اور رگِ حلقوم
نعمتون سے اگر ہوے محروم
پاؤن ہین بھائیون کے اور قدوم
چمن ہند کو ہون با دسموم (ہمیشہ)
لیک بہتر ہے جن سے ایک عزوم
ہمکو کیا بھوک سے ہو کوئی کلوم
اور مجلس مین ہو نہ اُنکا قدوم (آنا)
کیسے کیسے ہین اتباع رسوم
جو کہ پاتے ہین کیا نہین مرسوم
کیا ترقی کا ہے یہی اقنوم (قانون)
وائے براین تعصبات شوم

([illegible] مزدورون کا [illegible])

حامیِ کانگرس و یڈرن برن	ہنری کاٹن بریڈلا اور ہیوم
کیا ہوا اُن سے اور کیا ہوگا	مل رہے گا گو ہو تہِ قیدِ دوم
خار حصہ مین ہون تو پھر کیونکر	دیکھین آنکھون سے اپنی وہ خیشوم
جو ہوا اللہ بہر سائیسی	عمر اُسمین گزار دیگا گروم
اُسکو کسطرح مل سکے شاہی	جسکو دی رب نے ہاتھ مین ہو بروم
سچ ہی سوراج کا فصول خیال	سلطنت کی توقع موہوم
زہے تصنیف حاکم و محکوم	اس زمانے کے لازم و ملزوم
خدمت قوم کا صلہ دے خدا	سچ کہے تصنیف اُنکی شکلِ نجوم
قول فیصل ہی اسکا ہر جملہ	قرۃ العین پیرو و ماموم
اب تو مظہر دعا کرو حق سے	ہند سے بغی و مکر ہوئے مطسوم

کہو تصنیف کا سنہ ہجری
منفعتِ خوب حاکم و محکوم
۱۳۲۷ سنہ ہجری

قطعہ تاریخ از نتایج طبع شاعر خوش مقال ناظم بیمثال رائے انبا پرشاد صاحب سلمہ متخلص بہ طرب علاقہ دار بخشی رئیس اعظم نواب ایلچپور در صنعت تخرجہ

قدرت حق کیا سخن پر آب ہے	لفظ با معنی ہر ایک نایاب ہے

کاٹ کر دشمن کا سر رکھدے طرب
دفتر حاکم نصیحت باب ہے

۱۳۲۷ھ